اللہ رے یہ وُسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہُوئے انوارِ مدینہ

جَامعہ مَدنیہ جدید کا ترجمان

علمی دینی اور اِصلاحی مجلّہ

انوارِ مدینہ

لاہور

بیاد

عالمِ ربّانی مُحدّثِ کبیر حضرۃ مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مَدنیہ جدید

جون ۲۰۲۴ء

ماھنامہ انوار مدینہ

شمارہ : ٦	ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ / جون ۲۰۲۴ء	جلد : ۳۲

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 50 روپے......سالانہ 600 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 90 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 25 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 20 ڈالر

امریکہ .... سالانہ 30 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ، ای میل اور وٹس ایپ

www.jamiamadniajadeed.org

jmj786_56@hotmail.com

Whatsapp: +92 333 4249302

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

رابطہ نمبر : 0333-4249302

موبائل : 0333 - 4249301

موبائل : 0345 - 4036960

موبائل : 0323 - 4250027

جازکیش نمبر : 0304 - 4587751

دارُالافتاء کا ای میل ایڈریس اور وٹس ایپ نمبر

darulifta@jamiamadniajadeed.org

Whatsapp : +92 321 4790560

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپواکر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
سیرتِ مبارکہ ..... رشتۂ اخوت اور حضراتِ انصار	حضرت اقدس مولانا سید محمد میاں صاحبؒ	۱۳
مقالاتِ حامدیہ .... طلباء کے فرائض	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۲۷
میرے حضرت مدنیؒ قسط : ۱۱	حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ	۳۰
قربانی کے مسائل	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحبؒ	۳۳
تربیتِ اولاد قسط : ۱۵	حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ	۳۹
اسلام ایک مدلل دین ہے !	حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب	۴۱
فلسطین کی بابت چالیس اہم تاریخی حقائق قسط ۳	ڈاکٹر محسن محمد صاحب صالح	۵۰
امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کی جماعتی مصروفیات	مولانا عکاشہ میاں صاحب	۶۲
وفیات		۶۴

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے

اِنَّ ھٰذِہِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ کَمَا یَصْدَأُ الْحَدِیْدُ اِذَا اَصَابَہُ الْمَآءُ

قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا جِلَآؤُھَا قَالَ کَثْرَۃُ ذِکْرِ الْمَوْتِ وَ تِلَاوَۃُ الْقُرْآنِ [۱]

''یہ قلوب (گناہوں کی وجہ سے) زنگ آلود ہوجاتے ہیں جس طرح کہ لوہا زنگ آلود ہوجاتا ہے جبکہ اسے پانی لگتا رہے !

عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس کی جِلا (اور صفائی) کی کیا صورت ہے ؟

ارشاد فرمایا کثرت کے ساتھ موت کو یاد کرتے رہنا اور تلاوتِ قرآن کرتے رہنا'' !

دل کا زنگ آلود ہوجانا انتہائی خطرناک بیماری ہے اور ایسی پوشیدہ کہ کوئی طبیب اور خود مریض بھی بسا اوقات اس کا پتا نہیں لگا سکتا اور اگر پتا لگا بھی لے تو خود سے اس کا علاج معلوم نہیں کیا جا سکتا

---

[۱] مشکوۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن رقم الحدیث ۲۱۶۸

مگرامت کے طبیبِ روحانی اور مشفق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس سنگین بیماری کا ایسا علاج بتلایا کہ اس پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرنا پڑتا !

شاید ہی کوئی انسان ہو کہ جس کا قلب بے داغ ہو سو ہر کسی کو چاہیے کہ اس کے علاج کی فکر کرے اور ہر دن تلاوتِ قرآن پاک کا پختہ معمول بنائے اور کم از کم ایک پارہ روزانہ تلاوت کیا کرے ! دوسرا عمل یہ کہ ہر وقت اپنی موت کو یاد کرتا رہے اور تنہائی میں بیٹھ کر پوری توجہ کے ساتھ کچھ وقت موت کی یاد میں گزارا کرے ! !

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک اعمال کی توفیق اور حسنِ خاتمہ کی نعمت سے نوازے، آمین !

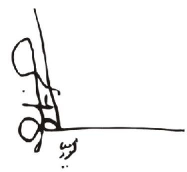

قطب الاقطاب شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے جاسکتے ہیں
https://www.jamiamadniajadeed.org/maqalat/maqalat1.php

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین !

استغفار کے فوائد ! انسان گناہ کیوں کرتا ہے اور اس کی حکمت ؟
گناہ کا اعتراف اور ندامت بھی ضروری ہے !
بڑی غلطی وہ ہوتی ہے جو اللہ کے یہاں بڑی ہو !
اللہ کی رحمت نہ ہو تو معمولی بات بھی بڑا گناہ بن سکتی ہے !

(درسِ حدیث نمبر ۶۶/ ۲۰۷ ۱۵ رشعبان المعظم ۱۴۰۶ھ/ ۲۵ راپریل ۱۹۸۶ء)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

رسول کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے مثالیں بھی دی ہیں واقعات بھی بتائے ہیں کہ استغفار سے کیا کیا فوائد ہوتے ہیں حدیث شریف میں یہ آتا ہے حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جو استغفار کو لازمی کر لے عادت بنا لے جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَّخْرَجًا اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ہر تنگی سے کشادگی پیدا فرماتے ہیں وَمِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا اور ہر غم سے نجات کا راستہ وَرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ[1] اور اللہ تعالیٰ اس کو وہاں سے رزق پہنچائیں گے جہاں اس کا گمان نہ ہوگا !

قرآن پاک میں سورۂ نوح میں ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلٰوۃ والسلام نے اپنی قوم سے یہ فرمایا تھا ﴿ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ﴾ اللہ سے استغفار کرو وہ معاف فرمانے والا ہے !

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الدعوات باب الاستغفار و التوبۃ رقم الحدیث ۲۳۳۹

کیا کیا فوائد ہوں گے ؟ تو فوائد بتلائے ﴿ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا ﴾ اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائیں گے ! قحط سالی خشک سالی دور ہوجائے گی ! ﴿ وَیُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ ﴾ اور اللہ تعالیٰ تم کو مزید عطا فرمائیں گے مال بھی اور نرینہ اولاد بھی ! مال کی کمی بھی بہت پریشانی کی بات ہے، اولاد میں نرینہ اولاد نہ ہو تو پریشانی کی بات ہے ! یہ سب چیزیں یعنی قحط سالی، مالی کمی، نرینہ اولاد کا نہ ہونا یا کم ہوجانا یہ ان کی قوم میں پایا جاتا تھا مگر حضرت نوح علیہ الصلٰوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ بطورِ سزا کے ہے تمہارے لیے، تم استغفار کروگے تو اللہ تعالیٰ راضی ہوجائیں گے تمہارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے اور یہ پریشانیاں جو اس قسم کی ہیں یہ جاتی رہیں گی ﴿ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴾[1] تمہارے لیے یہ باغات ہیں، باغ تیار دیر سے ہوتا ہے اور جل جائے درخت تو اس کی جگہ پورا درخت مکمل پیدا ہونے میں تو بڑا وقت چاہیے یہ بھی ہوگا ! نہریں بھی چلیں گی یعنی پانی کی اتنی فراوانی ہوجائے گی کہ تمام قسم کی ضرورتیں جو ہوتی ہیں انسان کی، پھلوں سے یا زمین کی پیداوار سے متعلق وہ سب پوری ہوں گی ! لیکن ان کی قوم نہ مانی ! !

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص ان کے پاس آیا تو اس نے یہی شکایت کی کہ مالی کمی ہے بہت پریشانی ہے ! انہوں نے اسے استغفار بتلایا ! کسی اور شخص نے نرینہ اولاد کے نہ ہونے کو بتایا اس کے لیے بھی انہوں نے یہی بتلایا اس کو کہ استغفار کرو ! سننے والے جو پاس بیٹھے تھے ایک صاحب، انہوں نے کہا کہ آپ نے اس کو بھی اس کو بھی اور کوئی اور بھی آیا تھا اس کو بھی مختلف اغراض کے لیے استغفار بتلایا ہے ! ! ؟ تو انہوں نے پھر یہ آیت پڑھی کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے اپنی قوم کو استغفار کا مشورہ یا حکم دیا اور تبلیغ کی اللہ کی طرف سے کہ انہیں استغفار کرنا چاہیے ! اور جب وہ استغفار کریں گے تو یہ خشک سالی جاتی رہے گی، بارش ہوگی، پانی کی فراوانی ہوگی، پیداوار ہوگی، وغیرہ وغیرہ ! !

---

[1] سُورۂ نوح : ۱۲

انسان گناہ کیوں کرتا ہے ؟

آخر انسان گناہ کرتا ہی کیوں ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں نہیں کردیا کہ گناہ ہی نہ ہو ! تو حدیث پاک میں آتا ہے یہ کہ گناہ سے توبہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے کہ کوئی اس سے توبہ کرے اور توبہ وہی کرے گا جو گناہگار ہوگا ! ملائکہ کو حکم نہیں ہے کہ وہ استغفار کریں کیونکہ گناہ ہے ہی نہیں ! ہاں انسانوں کو حکم ہے کہ استغفار کریں کیونکہ گناہ ہے جنات کو حکم ہے کہ وہ استغفار کریں کیونکہ گناہ ہے ! جانوروں کا یہ معاملہ نہیں ہے کہ وہ استغفار کریں ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں ہے ان کا گناہ ہی نہیں ہے !

تو آقائے نامدار ﷺ قسم کھا کر فرماتے ہیں وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ قسم اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا اگر تم گناہ نہ کرو لَذَھَبَ اللّٰہُ بِکُمْ تو اللہ تعالیٰ تمہیں تو لے جائیں وَلَجَآءَ بِقَوْمٍ اور ایسے لوگوں کو (تمہاری جگہ) لائیں کہ یُذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰہَ کہ جن سے گناہ ہو اور وہ خدا سے توبہ کریں تو فَیَغْفِرُلَھُمْ [1] ان کو اللہ تعالیٰ بخشے اپنی بخشش سے نوازے ! اللہ تعالیٰ کے جو اسمائے صفات ہیں ننانوے ان میں غَفَّارٌ بھی ہے یعنی بخشنے والا ! ان میں تَوَّابٌ بھی ہے توبہ بہت زیادہ قبول فرمانے والا یا بار بار قبول فرمانے والا ! گناہ تو بار بار ہوتا ہے اور عَفُوٌّ بھی ہے اللہ کے اسمائے حسنٰی میں ! اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یہ حدیث کی دعا ہے ! تو ان صفات کا تقاضا یہ ہے کہ ان صفات کا کوئی مصرف (مظہر) ہو وہ مصرف یہی ہے انسان اور جنات ! یہ دو مکلّف بنادیے ان دو کو اپنی مغفرت کا اور عفو کا مصرف بنادیا توبہ قبول فرمانے کا ! تو صفاتِ رحم سے تعلق ہے قریب قریب، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کا وجود قدرتی طور پر عقلی طور پر بھی سمجھ میں آتا ہے جب اللہ کی یہ صفات ہیں تو ان صفات کا کہیں استعمال تو ہوتا ہوگا تو وہ استعمال تم پر ہو رہا ہے ! لیکن اگر تم فرشتے بن جاؤ یا جانور بن جاؤ تو پھر اللہ ایسی مخلوق اور پیدا فرمادیں گے کہ جو گناہ اور توبہ دونوں کام کریں گے ! ! !

---

[1] مشکٰوۃ المصابیح کتاب المناقب باب الاستغفار و التوبۃ رقم الحدیث ۲۳۲۸

گناہوں کا اعتراف ضروری ہے مگر صرف اللہ کے سامنے :

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ بندہ جب گناہ کا خدا سے اقرار کرلیتا ہے ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ[1] پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں ! تو جس بندے سے گناہ کا صدور ہوا ہو اس کے اعتراف کا مطلب کیا ہے ؟ کیا وہ کسی کے سامنے اعتراف کرے جا کر، نہیں کسی کے سامنے نہیں کرے گا اعتراف، کسی دوسرے کو بتلانا اپنے گناہ کو کہ یہ گناہ میں نے کیا ہے یہ منع ہے ! ! حدیث شریف میں آتا ہے اِنَّ مِنَ الْمَجَانَۃِ یعنی یہ بندے کی بے پرواہی کی بات ہے کہ وہ اپنا خدا کی رحمت سے بے پرواہ ہونا ظاہر کررہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اس کے گناہ پر رکھا ہے پردہ اور وہ اپنا پردہ خود کھول رہا ہے کہتا ہے میں نے یہ گناہ کیا ہے ! تو اعتراف کا مطلب پھر کیا ہے ؟ اعتراف کا مطلب یہ ہے کہ اپنے دل میں اعتراف کرے کہ واقعی میں نے برا کام کیا مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے نافرمانی ہوئی ! ندامت اس کے دل میں آئے، ندامت دل میں لانا یہ اعتراف ہے ! اعتراف سے مراد اپنے اور اللہ کے درمیان اعتراف کرنا ہے، مخلوق کے سامنے گناہ کا اظہار کرکے پھر استغفار کرنا پھر اعتراف کرنا یہ مطلب نہیں ہے اس کا تو اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ جب بندہ اپنے دل میں مان لیتا ہے یہ بات کہ میں پُرتقصیر ہوں مجھ سے غلطی ہوئی ہے ثُمَّ تَابَ پھر وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں ! [2]

---

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب المناقب باب الاستغفار و التوبۃ رقم الحدیث ۲۳۳۰

[2] ان سے مراد وہ گناہ ہیں جو حقوق اللہ سے متعلق ہوتے ہیں اور جو گناہ بندوں کے حقوق سے تعلق رکھتے ہوں ان میں صرف دل میں ندامت اور اعتراف کافی نہیں ہے جس بندہ کا حق تلف کیا اور اس کے ساتھ ظلم وزیادتی کی ہو اس کو اس کا حق ادا کرنا یا اس سے معاف کرانا بھی ضروری اور لازمی ہے اس کے بغیر اللہ تعالیٰ بھی معاف نہیں فرماتے۔ محمود میاں غفرلہٗ

بار بار گناہ کرنے والوں میں یا توبہ کرنے والوں میں شمار ہوگا ؟

ایک بات یہ بھی ہوتی ہے انسان سے کہ اس نے توبہ کرلی اور پھر گناہ کرلیا پھر کہتا ہے آئندہ کبھی نہیں کروں گا ایسا ! تھوڑی دیر گزرتی ہے پھروہی کرلیتا ہے ! پھر کہتا ہے ہرگز نہیں کروں گا اور کبھی نہیں کروں گا ! وغیرہ وغیرہ لیکن تھوڑے عرصے بعد پھر وہ کام کرلیتا ہے گناہ کا ! تو یہ آدمی اللہ تعالیٰ کے یہاں بار بار گناہ کرنے والوں میں لکھا جائے گا یا بار بار توبہ کرنے والوں میں اس کو لکھا جائے گا ! ؟ کیونکہ دونوں باتیں بار بار پائی جارہی ہیں، گناہ بھی بار بار اور توبہ بھی بار بار ! ! تو یہاں حدیث شریف میں آتا ہے مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ جو آدمی خدا سے استغفار کرتا رہے اس کو اللہ کے یہاں ان لوگوں میں شمار نہیں کیا جائے گا کہ جو گناہ پر جمے ہوئے ہیں وَاِنْ عَادَ فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّةً [1] اگرچہ وہ دن میں اس گناہ کو ستر دفعہ کرلے اور ستر ہی دفعہ توبہ کرلے تو اس کو یہ نہیں لکھا جائے گا اللہ کے یہاں کہ یہ گناہ پر جما ہوا ہے ! حدیث شریف میں آتا ہے کہ کُلُّکُمْ خَطَّاءُ وْنَ تم سب کے سب بار بار غلطیاں کرنے والے ہو ! کوئی ایسا نہیں ہے جس سے غلطی نہ ہوتی ہو بلکہ یہ سمجھ لیں کہ بار بار ہوتی ہے یا خَطَّاءُ وْنَ کا ترجمہ بڑی بڑی غلطیاں کرنے والے ہو !

اللہ کی رحمت نہ ہو تو معمولی بات بھی بڑا گناہ بن سکتی ہے :

معنٰی یہ ہے کہ اگر خدا کی رحمت نہ ہو تو پھر تو بڑی سخت بات بن سکتی ہے ! اس پر مجھے خیال آتا ہے ویسے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے افضل تو امت میں اور کوئی نہیں ہے بعد میں ہی ہے دوسروں کا درجہ افضلیت میں، مرد ہوں یا عورتیں ہوں سب میں افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور دونوں کے بارے میں یہ آتا ہے کَادَ الْخَیِّرَانِ یَھْلِكُ قریب تھا کہ یہ دو بڑے اچھے لوگ نیکوکار ہلاک ہوجائیں ! اور بات کیا تھی ؟ وہی تھی جو سورۂ حجرات میں آتی ہے ﴿ لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ﴾ اور ﴿ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ﴾ کہ رسول اللہ ﷺ کی آواز سے زیادہ آواز نہ اٹھاؤ ! زیادہ زور سے بولنا یہ بھی گستاخی ہے ! !

---

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الدعوات باب الاستغفار و التوبۃ رقم الحدیث ۲۳۴۰

﴿ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ ﴾ جیسے ایک دوسرے سے زور زور سے بول لیتے ہیں اس طرح نہ کرو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ﴿ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴾[1] کہ تمہارے عمل ضائع چلے جائیں خدا کی نظر میں معاذ اللہ اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے ! یہ گناہ کیسا ہوا ؟ زبان سے متعلق، رفعِ صوت گلے سے متعلق، الفاظِ زبان سے متعلق، بظاہر غور کیا جائے کوئی (بڑا) عملی گناہ اس نے نہیں کیا لیکن اتنی سی بات پر بھی یہ فرمادیا گیا ﴿ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴾

دربارِ رسالت ﷺ کا ادب :

تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بعد میں بہت آہستہ بات کرتے تھے بعض دفعہ دہرانی پڑتی تھی کہ کیا کہہ رہے ہیں ذرا زور سے بتائیں حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جَهِيْرُ الصَّوْتُ تھے حضرت ثابت ابن قیس ابن شماس؄ جو ہیں وہ تو گھر میں بیٹھ گئے وہ رسول اللہ ﷺ کے بہت مقرب صحابی تھے فصیح اللسان تھے جهير الصوت تھے لاؤڈ سپیکر تو ہوتا نہیں تھا تو خطیب اگر اچھا بھی ہو اور آواز بلند نہ ہو تو بڑی دقت کی بات ہوتی تھی ! خطابت کے لوازمات میں سے یہ تھا کہ اچھی اور بڑی آواز ہو تو یہ خطیب تھے رسول اللہ ﷺ کے ! کیونکہ آواز قدرتی بڑی تھی تو جب بھی بولتے تھے وہ زیادہ آواز ہوتی تھی ! جب یہ آیتیں اتریں تو وہ گھر میں بیٹھ گئے آئے ہی نہیں (سامنے) ! آتے ہوں گے نماز کو اور خاموشی سے چلے جاتے ہوں گے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہی نہیں پڑے تو رسول کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں ؟ تو معلوم ہوا گھر میں ہیں ! پوچھوایا کیا بات ہے، نہیں آئے، ملے نہیں ؟ جو بھی پیغام دیا ہو اس قسم کا تو اس آدمی نے آکر بتایا کہ وہ تو ان آیتوں کی وجہ سے بہت پریشان ہیں غم میں مبتلا ہیں ! وہ کہتے ہیں کہ میرے تو عمل سارے ضائع چلے گئے ہوں گے ؟ کیونکہ ان کی آواز تو ہمیشہ ہی زیادہ ہوتی تھی ! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ان سے یہ کہو کہ تم اہلِ نار میں سے نہیں ہو بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ[2] تم جنتی ہو اَوْكَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تو انسان سے غلطی ہوتی ہے اور اگر یہ ترجمہ کیا جائے کہ بڑی غلطی ہوتی ہے تو بڑی غلطی بھی ہوجاتی ہے کبھی نہ کبھی !

---

[1] سُورۃ الحجرات : ۱ ، ۲ [2] مشکوۃ المصابیح کتاب المناقب رقم الحدیث ۶۲۱۱

بڑی غلطی وہ ہے جو اللہ کی نظر میں بڑی ہو :

اور بڑی غلطی کا مطلب وہ نہیں ہے کہ جسے ہم بڑی غلطی سمجھتے ہیں ! بلکہ وہ ہے جو خدا نے بتادی ہو وہ بڑی غلطی ہے ! چاہے اس کو بعض لوگ غلطی بھی نہ سمجھتے ہوں مگر خدا کے یہاں وہ غلط ہے ! تو اب ان میں جب ہر انسان ایسا ہوا کہ اس سے غلطی ہوتی ہے تو اچھا کون ہے ؟ تو فرمایا کہ خَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ ان خطا کاروں میں بہترین وہ ہیں کہ جو بار بار توبہ کریں ! جو توبہ بار بار کرتے رہیں وہ بہترین لوگ ہیں ! ! تو استغفار کی بڑی فضیلتیں ہیں ! !

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمتوں اور مغفرتوں سے نوازے، ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے، اپنی رضا اور فضل نصیب فرمائے، آمین ! اختتامی دعا............(مطبوعہ ماہنامہ انوارِ مدینہ فروری ۲۰۰۹ء)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

سیرتِ مبارکہ

رشتۂ اخوت اور حضراتِ انصار کا ایثار

مؤرخِ ملت مجاہد فی سبیل اللہ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب ؒ کی تصنیفِ لطیف

سیرتِ مبارکہ ''محمد رسول اللہ'' کے چند اوراق (ﷺ)

۞ ۞ ۞

﴿ وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ فَاٰتُوْھُمْ نَصِیْبَھُمْ ﴾ (سُورۃ النساء : ۳۳)

''اور جن سے اقرار باندھا تم نے ان کو پہنچاؤ ان کا حصہ'' (شاہ عبدالقادرؒ)

عرب میں عقدِ مولات کا اثر مرنے کے بعد یہ ظاہر ہوتا تھا کہ مولیٰ (جس سے یہ معاملہ ہوتا تھا) وہ چھٹے حصے کا مستحق ہوا کرتا تھا ! مندرجہ بالا آیت کے بموجب رشتۂ اخوت کا اثر وفات کے بعد ظاہر ہونا چاہیے تھا کہ ایک دوسرے کا وارث ہوتا مگر حضراتِ انصار نے بیعت عقبہ کے سلسلہ میں جب دعوت دی تھی تو امداد کا وعدہ بھی کیا تھا، آقائے دو جہان ﷺ نے جب رشتۂ اخوت قائم فرمایا تو حضراتِ انصار کی مخلصانہ اور ایثار شیوہ ذہانت نے اس کے معنی یہ سمجھے کہ امداد کا طریقہ برادرانہ ہونا چاہیے، امداد کرنے کے لیے جائیداد تقسیم نہیں کی جاتی مگر برادر زندگی میں برابر کا شریک ہوتا ہے لہٰذا حضراتِ انصار نے فیصلہ فرمایا کہ مہاجر بھائیوں کو اپنی زندگیوں میں برابر کا شریک بنالیں ! چنانچہ دربارِ رسالت میں درخواست پیش کردی اِقْسِمْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ اِخْوَانِنَا النَّخِیْلَ [1]

''ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان باغات تقسیم فرما دیجیے''

منصوبہ یہ تھا کہ بھائیوں کا حصہ بھائیوں کے قبضہ میں دے دیا جائے وہ اس کو اپنی ملک سمجھیں، اپنی صواب دید کے بموجب اس میں تصرف کریں اور فائدہ اٹھائیں ! لیکن رحمت عالم ﷺ کی شفقت نے یہ منظور نہیں فرمایا کہ حضرات انصار کی جائیدادوں سے ان کی ملکیت ختم ہو !

---

[1] صحیح البخاری ص ۳۱۲ و ۵۳۴ رقم الحدیث ۲۳۲۵ و ۲۷۱۹

دوسری طرف دشواری یہ تھی کہ خود حضرات انصار کا جو مقصد تھا وہ اس پیشکش سے پورا نہیں ہوتا تھا، حضراتِ انصار کا مقصد تو یہ تھا کہ مہاجرین کی مالی مشکلات ختم ہوں لیکن اس طرح تقسیم کے بعد حضراتِ مہاجرین صاحبِ جائیداد ضرور ہوجاتے مگر یہ حضرات تاجر پیشہ، کاشتکاری اور زراعت سے ناواقف تھے وہ ان جائیدادوں سے پیداوار کر کے وہ امداد حاصل نہیں کر سکتے تھے جس کے لیے حضراتِ انصار نے یہ ایثار کیا تھا، رحمتِ عالم ﷺ نے حضراتِ انصار کو اس دشواری کی طرف توجہ دلائی آنحضرت ﷺ نے فرمایا

''امداد کی صورت یہ ہے کہ زمین اور باغ کے بجائے پیداوار کا حصہ مہاجرین کو دیں، باغات کی خدمت اور زمین میں کاشت کی ذمہ داری آپ صاحبان لیں اور پیداوار مہاجرین کو دے دیں'' ۱

حضراتِ مہاجرین نے بھی یہی فرمائش کی کہ

''کام کی ذمہ داری آپ لیں اور پیداوار میں ہمیں شریک کرلیں'' ۲

---

۱ البدایہ والنہایہ ج۳ ص۲۲۸ و ۲۲۹

۲ عام طور پر یہی صورت ہوئی اگرچہ بعض حضرات نے یہ بھی کیا کہ زمینیں اور باغ لے لیا اور خود کام کیا حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کو جو درخت دیے گئے تھے وہ ان پر مالکانہ تصرف کرتی رہیں اور اپنی ملک ہی سمجھتی رہیں حتی کہ جب ان سے واپس کرنے کو کہا گیا تو تیار نہ ہوئیں آنحضرت ﷺ نے تقریبًا دس گنی جائیداد دے کر ان کو واپس کرنے پر راضی کیا ! ! (البدایہ والنہایہ ج۴ ص۷۹، ۸۰ بحوالہ مسند احمد)

علامہ علی بن برہان الدین حلبیؒ کی تحقیق یہ ہے کہ حضرات انصار کی پیشکش اگرچہ یکساں تھی کہ وہ اپنی نصف جائیداد دیں دینا چاہتے تھے مگر حضرات مہاجرین میں سے بعض نے تو اس کو اس صورت سے منظور کیا کہ حضرات انصار ہی کام کریں گے اور ان کی پیداوار مہاجرین حضرات کو دیتے رہیں گے اور بعض نے ان اراضی کو بطور بٹائی منظور کیا کہ وہ خود کام کریں گے اور نصف حصہ انصار کو دیتے رہیں گے۔ (سیرۃ حلبیہ ج۲ ص۲۹۷)

مگر اس دوسری صورت میں کوئی خاص ایثار نہیں ہے حالانکہ حضرات انصار کا ایثار اتنا تھا کہ مہاجرین حضرات کو یہ فکر ہوگیا کہ تمام اجر وثواب یہ سمیٹ لیں گے ہم تہی دامن رہ جائیں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حضراتِ انصار نے جیسے ہی یہ تجویزیں سنیں، دفعۃً ان کے جذبات کی صدا بلند ہوئی

سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ''ہم نے سن لیا ہے ہم پوری پوری تعمیل کریں گے''

دنیا نے بہت سے انقلاب دیکھے مگر اس انقلاب کی کوئی مثال چشم عالم کے سامنے نہیں آئی کہ مالک خود اپنی مرضی سے کاشتکار اور اجنبی لوگ پردیس سے آئے ہوئے خود بخود زمیندار بن گئے [۱]

یہ ایثار کیوں تھا ؟

قرآن شریف میں ہم بھی پڑھتے ہیں

﴿ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴾ [۲]

''یہ دنیا (موجودہ زندگی) صرف چند دن کام چلانا ہے اور برت لینا ہے بیشک آخرت ہی ٹھہراؤ (اور مستقل قیام) کا مقام ہے'' [۳]

﴿ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ﴾ ''بیشک اصل زندگی عالمِ آخرت ہے'' [۴]

﴿ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ﴾ [۵]

''اور جو نیک عمل اپنے لیے آگے بھیج دو گے اس کو اللہ کے پاس پہنچ کر اس سے اچھا اور ثواب میں بڑا پاؤ گے''

ہمارا عقیدہ یہی ہے اور بلا شبہ ان آیتوں پر ہمارا ایمان ہے لیکن ہمارے ایمان وعقیدہ کو یقین کا وہ درجہ حاصل نہیں ہے جو مشاہدہ کی شان رکھتا ہو پھر مشاہدہ بھی غلطی کر جاتا ہے ہماری آنکھیں آفتاب کو گردش کرتا ہوا دیکھتی ہیں ہر صبح و شام کا طلوع و غروب ہمارا مشاہدہ ہے لیکن سائنس کے ماہرین کہتے ہیں کہ

---

[۱] حضراتِ انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تصور یہی تھا اگرچہ آنحضرت ﷺ نے اس کو منظور نہیں فرمایا، حضراتِ مہاجرین کی حیثیت کو عارضی قرار دیا چنانچہ جب حضراتِ مہاجرین کو جائیدادیں مل گئیں تو حضراتِ انصار کی جائیدادیں واپس کردی گئیں۔ [۲] سُورۃ المومن : ۳۹

[۳] ''یہ جو زندگی ہے دنیا کی سو برت لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہی ہے ٹھہراؤ کا گھر'' (حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ)

[۴] سُورۃ العنکبوت : ۶۴ [۵] سُورۃ المزمل : ۲۰

یہ مشاہدہ غلط ہے ! آفتاب گردش نہیں کرتا زمین گھومتی ہے ! جب مشاہدہ بھی غلط ہو جاتا ہے تو یقین کا کوئی اور درجہ بھی ہو سکتا ہے جو مشاہدہ سے بالا ہو جو سراسر یقین ہی یقین ہو اس میں کسی طرح بھی شک و شبہ یا کسی قسم کے احتمال کی گنجائش نہ ہو جس کو اصطلاحاً عَيْنُ الْيَقِيْنُ کہتے ہیں ١ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یقین کا یہی درجہ حاصل تھا ٢ اسی یقین کی بنا پر حضراتِ انصار اپنی جائیدادیں تقسیم کرنے پر خوش تھے کہ ہم نے آخرت کی حقیقی زندگی کے لیے بہت بڑا سرمایہ حاصل کر لیا اور جس کو راہِ خدا میں اپنی ملک سے نکالا اس پر ابدی اور لازوال ملک کی مہر لگ گئی جو کبھی ہٹنے والی نہیں ہے۔

دوسری طرف اسی یَقِيْن اور عَيْنُ الْيَقِيْن نے ان حضراتِ مہاجرین کے پاک دلوں میں ایک اضطراب پیدا کر دیا جو مفت میں صاحب جائیداد اور زمیندار بن گئے تھے۔

اضطراب اس پر تھا کہ حضراتِ انصار کے اس ایثار کا ثمرہ یہ ہوگا کہ اجر و ثواب کا ہر ایک درجہ حضراتِ انصار ہی حاصل کر لیں گے (رضی اللہ عنہم اجمعین) ہم ان درجات تک نہیں پہنچ سکیں گے چنانچہ حضراتِ مہاجرین نے اپنے آقا (ﷺ) کی خدمت میں عرض کیا :

> ''یا رسول اللہ ! جن لوگوں میں ہم آکر اترے ہیں، ہماری چشمِ بصیرت نے ان جیسے ہمدرد غمگسار نہیں دیکھے، تنگی ہو یا فراخی ان کی ہمدردی میں فرق نہیں آتا ! اپنی جائیدادیں ہمیں دیں پھر کام کی ذمہ داری بھی خود لے لی، محنت وہ خود کریں گے اور نفع میں ہمارا حصہ لگائیں گے پس سارا اجر و ثواب وہی سمیٹ لیں گے''

---

١ مشاہدۂ آتش، یقین پیدا کر دیتا ہے کہ یہ آگ ہے اور یہ جلاتی ہے لیکن جو یقین آتشِ سوزاں میں بھسم ہونے والے کو ہو سکتا ہے وہ صرف مشاہدہ کرنے والے یا تاپنے والے کو نہیں ہو سکتا، جلنے اور خاکستر ہونے والے کا یقین ہی عَيْنُ الْيَقِيْنُ ہے۔

٢ یہی عَيْنُ الْيَقِيْنُ صحابہ کرام کی افضلیت کا سبب ہے کیونکہ امت میں یہ درجہ کسی کو بھی حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ امت میں کسی کو بھی یہ شرف حاصل نہیں ہے کہ صادق مصدوق محمد ﷺ کی زبان مبارک سے بالمشافہ کوئی ارشاد سنا ہو جس سے یقین کا آفتاب روشن ہوا ہو ! !

آنحضرت ﷺ نے حضراتِ مہاجرین کو اطمینان دلایا کہ

''اگر تم ان کا احسان مانو[۱] اور ان کے لیے دل سے دعا کرتے رہو تو تمہارا ثواب بھی کم نہ ہوگا'' [۲]

حضراتِ انصار کے اسی یقین کا یہ اثر تھا کہ جو ایثار کر چکے تھے اس پر وہ قانع نہیں تھے چنانچہ جائیداد کے اس بٹوارہ کے بعد بھی ان کا دست کرم کوتاہ نہیں ہوا وہ ان کی طرف بھی بڑھتا رہا جنہیں جائیداد نہیں ملی تھی جو گھرستی اور صاحب اہل وعیال نہیں تھے، یہ اصحاب صفہ تھے ان کی خدمت بھی وہ اپنا فرض سمجھتے تھے۔

طالب علم کے لیے قانون :

اصحاب صفہ کے لیے سوال کرنا حرام تھا، فاقہ سے بیہوش ہو کر ان کو گر جانا آسان تھا مگر سوال کرنا محال ! ان کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ ان کے چہروں سے بھی ان کے فاقہ کا راز فاش نہ ہو ! !

---

[۱] ہمارے ایک بزرگ تحریر فرماتے ہیں : ''دعا کا احسان درہم ودینار کے احسان سے کم نہیں ہے ! پھر فرماتے ہیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے یہاں جب کوئی سائل آتا اور دعائیں دیتا جیسا کہ سائلوں کا طریقہ ہے تو ام المومنینؓ بھی اس فقیر کو دعائیں دیتیں اور بعد میں خیرات دیتیں ! کسی نے کہا اے ام المومنین آپ سائل کو صدقہ بھی دیتی ہیں اور جس طرح وہ آپ کو دعا دیتا ہے آپ بھی دعا دیتی ہیں ! فرمایا میں اگر اس کو دعا نہ دوں اور فقط صدقہ دوں تو اس کا احسان مجھ پر زیادہ رہے گا کیونکہ دعا صدقہ سے کہیں بہتر ہے، اس لیے دعا کی مکافات دعا سے کر دیتی ہوں تاکہ میرا صدقہ خالص رہے دعا کے مقابلہ میں نہ ہو۔ کذا فی المفاتیح شرح المصابیح لہٰذا جو شخص دراہم معدودہ دے کر مخلصانہ دعاؤں کا سودا کر سکتا ہے وہ کبھی نہ چوکے اور اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دے دعا ضرور حاصل کرے

جمادے چند دَادم جاں خریدَم
بحمد اللہ زَہے اَرزاں خریدَم

''چند پتھروں کے بدلے میں نے جان خرید لی، بحمد اللہ میں نے بہت سستا سودا کیا''

(سیرۃ المصطفیٰ از حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ ج ا ص ۳۳۱)

[۲] البدایۃ و النہایۃ ج ا ص ۲۲۸

حضراتِ انصار کی مزاج شناسی نے ان قناعت پسندوں کے لیے ایک نئی راہ تجویز کی ان حضرات نے مسجد کے ستونوں میں رسیاں باندھ دیں، کھجوروں کے موسم میں وہ کھجور کے خوشے جن میں گدرے کھجور ہوتے تھے، درختوں سے کاٹ کر لاتے اور ان رسیوں میں لٹکا دیتے تھے [1] کھجور پک کر گر جاتے یا یہ حضرات توڑ لیتے اور ان سے فاقہ کُشائی کرتے رہتے تھے ! بظاہر یہ نُقْل ہوتا تھا مگر درحقیقت سَدِّ رَمَقْ کا ذریعہ تھا فاقہ زدہ کمریں سیدھی ہوسکتی تھیں [2] ! !

ایثار و اخلاص کی مثالیں :

﴿ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ [3]

''اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو''

اس آیت میں حضراتِ انصار کی جو خصوصیت بیان فرمائی گئی اس کی مثال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ [4]

یہ ایک فاقہ زدہ شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا کہ یا رسول اللہ میں سخت بھوکا ہوں [5] آپ نے گھر والوں سے دریافت کرایا کچھ کھانے کو ہے ؟ ہر ایک گھر سے جواب آیا صرف پانی ہے ! ! آپ نے حاضرین سے فرمایا : کوئی صاحب ان کو اپنے ساتھ لے جاسکتے ہیں ؟

---

[1] وفاء الوفاء ج ۱ ص ۳۲۴ [2] نُقْل جو چیز تبدیلئ ذائقہ کے لیے کھالی جائے ، ایک قسم کی مٹھائی ، ناشتہ کرنا سَدِّ رَمَقْ اتنا کھانا کہ زندگی قائم رہ سکے [3] سُورۃ الحشر : ۹

[4] ایک اور مثال بھی بیان کی گئی ہے کہ ایک صاحب کو بکری کی سری پیش کی گئی، انہوں نے کہا فلاں صاحب اور ان کے بچے زیادہ ضرورت مند ہیں چنانچہ یہ سری ان کے یہاں بھیجی گئی انہوں نے ایک دوسرے صاحب کا نام لے کر اور ان کی ضروریات ظاہر کر کے ان کے یہاں بھجوادی ! اسی طرح سات آدمیوں میں گھوم کر پہلے شخص کے پاس آئی ! ہر ایک دوسرے کو اپنے سے مقدم رکھتا رہا ! (فتح الباری ج ۷ ص ۹۵ بحوالہ ابن مردویۃ)

[5] فتح الباری ج ۷ ص ۹۴

حضرت ابوطلحہؓ نے عرض کیا : میں حاضر ہوں ! وہ اپنے ساتھ لے گئے، گھر میں جا کر بیوی سے کہا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مہمان کی عزت کرو (ادب واحترام سے مدارات کرو)

اہلیہ محترمہ نے کہا : صرف بچوں کے سہارے کا کھانا موجود ہے !

حضرت ابوطلحہؓ نے فرمایا : جو کچھ ہے تیار کرو ! چراغ روشن کرلو بچوں کو بہلا کر سلا دو ! ۱

محترم خاتون نے ایسا ہی کیا، کھانا تیار کیا چراغ جلایا، جب کھانے بیٹھے تو یہ خاتون اٹھیں بظاہر اس لیے کہ چراغ کی بتی بڑھا دیں (لو تیز کر دیں) مگر بڑھانے کے بجائے (میاں بیوی کی آپس کی تجویز کے مطابق) چراغ بجھا دیا ! اندھیری میں کھانا شروع کیا ۲ میاں بیوی صرف ہاتھ اور منہ چلاتے رہے گویا کھا رہے ہیں کھایا کچھ نہیں بھوکے پیٹ رات گزاری ۳ یہ تھا ایثار ! !

سیاسی بالا دستی :

اب اخلاص ملاحظہ فرمایئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرما دیا تھا کہ سیاسی اقتدار میں حضراتِ انصار کا حصہ نہیں ہوگا ! ! ان کے مقابلہ میں دوسروں کو بڑھایا جائے گا ! !

مگر ان حضرات کو نہ اپنے لیے اقتدار کی طلب تھی نہ اولاد کے لیے کہ وہ خود بھی عشقِ مولیٰ میں گم تھے اسی عشق کا متوالا اپنی اولاد کو دیکھنا چاہتے تھے ! ان کو اپنے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی مطلوب تھی اور اس آقا کی خوشنودی کے ذریعہ تمام آقاؤں کے آقا حضرت حق جل مجدہٗ کی رضا حاصل کرنا چاہتے تھے !

ان کو اس پر ناز تھا کہ جہاں یہ پیشین گوئی کی جاتی تھی اِنَّکُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَۃً ۴

وہاں بشارت بھی ساتھ ساتھ دی جاتی تھی فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ وَمَوْعِدُکُمُ الْحَوْضُ ۵

---

۱ گویا مہمان کے اعزاز میں کیونکہ کسی ضرورت سے ہی چراغ جلایا جاتا تھا ورنہ عام طور پر گھر میں چراغ جلانے کا دستور نہیں تھا (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۶) ۲ عام عادت تھی اس لیے دوبارہ چراغ جلانے کا اہتمام نہیں کیا گیا !

۳ بخاری شریف ص ۵۳۵ ، ۵۳۶

۴ ''تم میرے بعد دیکھو گے کہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی ان کو بڑھایا جائے گا تم کو نظر انداز کیا جائے گا

۵ ''صبر کرنا یہاں تک کہ تمہاری میری ملاقات ہو اور ملاقات کا مقام حوض کوثر ہوگا، اسی کا وعدہ ہے'' (بخاری ص ۵۳۵)

اور جب ان حضرات کے ایثار و اخلاص کا یہ عالم ہے تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جس کی ایک نظر نے پوری جماعت میں یہ اخلاص و ایثار پیدا کیا وہ خود اخلاص و ایثار سے تہی دامن ہو (معاذ اللہ) اور کیا محمد رسول اللہ (ﷺ) کے ایثار، اخلاص اور آپ کی صداقت و حقانیت کی یہ کھلی ہوئی دلیل نہیں ہے !

صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَعَلٰی اَصْحَابِہِ الْکِرَامِ وَ اَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ آمین

اخلاص و للّٰہیت کی اہمیت :

﴿ وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ﴾[1]

''جو آپ کے کام آئے وہ بہتر ہے اس سے جو ہمارے پاس رہے''

﴿ یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ حَاجَۃً مِّمَّآ اُوْتُوْا ﴾[2]

''محبت کرتے ہیں ان سے جو وطن چھوڑ کر آئے ان کے پاس اور نہیں پاتے اپنے دلوں میں کوئی (تنگی اور) حسد اس سے جو دیا جائے مہاجرین کو''

۴ھ میں قبیلہ بنی نضیر کے یہودیوں نے آنحضرت ﷺ کو شہید کر دینے کا منصوبہ بنایا وہ کامیاب نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان کے شر سے محفوظ رکھا ! مگر ظاہر ہے ان کے اس منصوبہ سے وہ معاہدہ ختم ہو گیا جو بقاء باہم کے متعلق سن ۱ ہجری میں ہوا تھا، لامحالہ ان کو وہ سزا دی گئی جو از روئے معاہدہ لازم تھی یعنی ان کو اس علاقہ سے خارج کر دیا گیا، ان کی جائیدادیں اسلامی مَحْرُوْسَہْ میں داخل ہوئیں[3] چونکہ یہ علاقہ جنگ کے بغیر قبضہ میں آیا تھا تو اس کو مجاہدین پر تقسیم نہیں کیا گیا بلکہ وحی الٰہی نے اس کو خاص رسول اللہ ﷺ کا حق قرار دیا ![4]

---

[1] سُورۃ الاعلی : ۱۷ [2] سُورۃ الحشر : ۹ [3] اسلامی ریاست کی عملداری میں آئیں

[4] ﴿ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ﴾ (سُورۃ الحشر : ۶) اس وقت تک مملکت کی ضرورتیں بھی غیر معمولی تھیں کہ ایک مملکت کی بنیاد رکھی جا رہی تھی اور حضرات مہاجرین و انصار میں اگرچہ ایسے صاحبِ استطاعت بھی تھے جو ضروریاتِ زندگی فراہم کر سکتے تھے مگر کچھ ایسے تہی دست بھی تھے کہ فاقہ کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں تھا تو اگر یہ جائیداد مجاہدین پر مساویانہ تقسیم کر دی جاتی تو نہ مملکت کی بنیادی ضرورتیں پوری ہو سکتی تھیں نہ فاقہ زدہ انصار و مہاجرین کو قابلِ اعتماد امداد مل سکتی تھی۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رسولِ خدا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سب سے پہلے حضرات صحابہ کی مشکلات تھیں آپ نے حضراتِ انصار کو جمع فرما کر استصواب فرمایا کہ اس علاقہ کی اراضی انصار اور مہاجرین دونوں کو دی جائیں یا صرف حضراتِ مہاجرین کو دی جائیں تا کہ وہ حضراتِ انصار کی جائیدادیں واپس کر دیں اور ان کے مکانات خالی کر دیں ؟

ارشادگرامی کا جواب دینے کے لیے قبیلہ اوس اور خزرج کے دونوں سردار سعد بن عبادۃ (خزرج) سعد بن معاذ (اوس) کھڑے ہوئے ! عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ آپ تقسیم فرمائیں حضراتِ مہاجرین کو تقسیم فرما دیں، ہمیں نہ اپنے مکانات کی ضرورت ہے نہ جائیدادوں کی بلکہ ہم بہت خوش ہوں گے اگر ہماری جائیدادوں اور ملکیتوں میں سے کچھ اور ان مہاجرین کو عنایت فرما دیں جو راہِ خدا میں وطن سے بے وطن ہوئے، گھروں سے اجڑے، جائیدادوں سے محروم ہوئے ! ؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حوصلہ مندانہ جواب سنا تو مطمئن ہوئے اور دعا دی

اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَ اَبْنَاءَ الْاَنْصَارِ

اور بعض دوسری روایتوں میں تیسرا لفظ اَبْنَاءَ اَبْـنَاءِ الْاَنْصَارِ بھی ہے [1]

اب آپ نے اس علاقہ کا ایک حصہ حضراتِ مہاجرین کو عنایت فرمایا ! حضراتِ انصار میں سے دو صاحب بہت ضرورت مند تھے حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ ان کو کچھ جائیداد عطا فرمائی !

(بقیہ حاشیہ ص۲۰)

اب قرآن پاک کے الفاظ میں ان جائیدادوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلط تسلیم کرایا گیا

﴿ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ﴾

یعنی تمام جائیداد پر آپ کا اختیار تمیزی تسلیم کیا گیا تو آپ نے مساویانہ تقسیم کے بجائے ایسا بندوبست فرمایا کہ افراد کی ضرورتیں بھی پوری ہوئیں اور جماعت کی اقتصادی اور جنگی ضرورتوں کو بھی مدد مل سکی ! ! واللہ اعلم

[1] ''اے اللہ رحم فرما انصار پر اور انصار کی اولاد پر'' (اور ان کی اولاد کی اولاد پر)

باقی علاقہ اپنے پاس رکھا ! جس میں آنحضرت ﷺ کی طرف سے کاشت ہوتی تھی [۱] اور اس کی آمدنی میں سے ازواجِ مطہرات کا نفقہ ادا فرماتے تھے ! باقی تمام آمدنی مسلمانوں کی جماعتی اور انفرادی خصوصاً جہاد کی ضرورتوں میں صرف کر دیتے تھے ! [۲]

بہرحال حضراتِ انصار نے نہ صرف یہ کہ اس جائیداد میں حصہ لینے سے معذرت کر دی بلکہ اپنی باقی جائیدادوں کے متعلق بھی پیشکش کر دی ! !

یہ ہے ایک عملی مثال اس بلندی حوصلہ اور وسعت قلب کی جس کو زیبِ عنوان آیت میں سراہا گیا ہے چند سال بعد بحرین کا علاقہ محروسہ اسلامیہ میں داخل ہوا تو آنحضرت ﷺ نے چاہا کہ حضراتِ انصار کو کچھ جاگیریں عطا فرمادیں مگر حضرتِ انصار نے ان کے لینے سے صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ بضد ہوگئے کہ جتنی جاگیریں ہمیں عطا فرمائی ہیں اتنی ہی حضراتِ مہاجرین کو بھی عنایت فرمادیں (مگر) اتنی گنجائش نہیں تھی

ارشاد ہوا اَمَّا لَا، فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ فَاِنَّہٗ سَیُصِیْبُکُمْ بَعْدِیْ اَثَرَۃٌ (بخاری ص ۵۳۵)

''اگر آپ صاحبان منظور نہیں کرتے تو صبر سے کام لو یہاں تک کہ تم (حوض کوثر پر) مجھ سے ملوگے (یعنی اس ایثار کے جواب میں ایثار نہیں ہوگا) بلکہ تمہیں ترجیحات سے واسطہ پڑے گا کہ دوسروں کو تم پر مقدم رکھا جائے گا، تمہارے حقوق کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا''

اسماءِ گرامی برادران مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم :

رجسٹروں کو اس وقت توفیق نہیں ہوئی تھی کہ حضراتِ صحابہ کے اسماء گرامی اپنے صفحات میں محفوظ کریں اور بھائی بننے والوں کو لکھاوٹ کی ضرورت بھی نہیں تھی تاہم راوی حضرات کے سینوں نے جو نام محفوظ رکھے عیون الاثر فتح الباری وسیرۃ ابن ھشام کے حوالہ سے یہاں درج کیے جاتے ہیں

---

[۱] السیرۃ الحلبیۃ ج ۱ ص ۲۹۷

[۲] فَیَجْعَلُہٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰہِ (صحیح البخاری ۵۷۵ و ۸۰۷) وَغَیرِہٖ فِی السِّلَاحِ وَ الْکُرَاعِ عُدَّۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (صحیح البخاری ص ۷۲۵ و قسطلانی)

حضراتِ مہاجرین		حضراتِ انصار
ابوبکر صدیقؓ		خارجة بن زیدؓ
عمربن الخطابؓ		عتبان بن مالكؓ
ابوعبیدة الجراحؓ		سعد بن معاذؓ
عبدالرحمن بن عوفؓ		سعد بن ربیعؓ
زبیر بن عوامؓ		سلامة بن سلامة بن وقشؓ
عثمان بن عفانؓ		اوس بن ثابتؓ
طلحة بن عبیداللّٰهؓ		كعب بن مالكؓ
سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ		ابی بن كعبؓ
مصعب بن عمیرؓ		ابو ایوب خالد بن زید انصاریؓ
ابوحذیفة بن عتبةؓ		عباد بن بشرؓ
عمار بن یاسرؓ		حذیفة بن یمانؓ
ابوذر غفاریؓ		منذر بن عمروؓ
سلمان الفارسیؓ		ابودرداء عویمر بن ثعلبةؓ
بلال بن رواحؓ		ابورویحة الخثمیؓ
عاقل بن بكیرؓ		مبشر بن عبدالمنذرؓ
خنیس بن حذاقةؓ		منذر بن محمدؓ
سرة بن ابی رهمؓ		عبادة بن الخشخاشؓ
سطح بن اثاثةؓ		زید بن المزینؓ

حضراتِ مہاجرین		حضراتِ انصار
حاطب بن بلتعةؓ		عویم بن ساعدةؓ
ابومرثدؓ		عبادة بن صامتؓ
عبداللّٰہ بن جحشؓ		عاصم بن ثابتؓ
عتبة بن غزوانؓ		ابودجانةؓ
ابوسلمة بن عبدالاسدؓ		سعد بن خیثمةؓ
عثمان بن مظعونؓ		ابوالهیثم بن تیهانؓ
عبیدة بن الحارثؓ		عمیر بن الحمامؓ
طفیل بن الحارثؓ		سفیان نسر خزرجیؓ
صفوان بن بیضاءؓ		رافع بن معلّٰیؓ
مقدادؓ		عبداللّٰہ بن رواحةؓ
ذوالشمالینؓ		یزید بن الحارثؓ
ارقمؓ		طلحة بن زیدؓ
زید بن الخطابؓ		معن بن عدیؓ
عمرو بن سراقةؓ		سعد بن زیدؓ
عکاشة بن محصنؓ		مجذر بن دمارؓ
عامر بن فهیرهؓ		حارث بن صمةؓ
مهجع مولٰی عمر بن الخطابؓ		سراقة بن عمرو بن عطیةؓ

مواخاتِ قبل ہجرت :

تعاون وتناصر اور افادہ واستفادہ کی ضرورت جیسی مدینہ طیبہ میں تھی ہجرت سے پہلے مکہ معظّمہ میں بھی تھی کیونکہ اس سے بے سہاروں کو سہارا مل جاتا تھا اور بے پناہوں کو پناہ ! چنانچہ بقول علامہ حافظ ابن عبدالبر مکہ میں بھی رشتۂ اُخوت مواخات کے ذریعہ مضبوط کیا گیا تھا یہ برادران مہاجرین اٹھارہ تھے ان کے مبارک اسماء گرامی سے اس صفحہ کو آراستہ کیا جارہا ہے :

سیّدنا ومولانا محمد رسول اللّٰہ ﷺ		علی کرم اللّٰہ وجهه
ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنه		عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنه
عثمان بن عفان رضی اللّٰہ عنه		عبدالرحمن بن عوف رضی اللّٰہ عنه
حمزہ رضی اللّٰہ عنه		زید بن حارثة رضی اللّٰہ عنه
زبیر بن العوام رضی اللّٰہ عنه		عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنه
عبیدة بن الحارث رضی اللّٰہ عنه		بلال بن رباح رضی اللّٰہ عنه
مصعب بن عمیر رضی اللّٰہ عنه		سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنه
ابوعبیدة رضی اللّٰہ عنه		سالم مولٰی ابی حذیفة رضی اللّٰہ عنه
سعید بن زید رضی اللّٰہ عنه		طلحة بن عبیداللّٰہ رضی اللّٰہ عنه

(عیون الاثر ج ۱ ص ۱۹۹ الحافظ محمد بن سیّد الناس الیعمریؒ)

(ماخوذ از سیرتِ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ ص ۴۵۴ تا ۴۶۶)

(جاری ہے)

اجتماعی قربانی

جامعہ مدنیہ جدید میں اس سال بھی اجتماعی قربانی کا انتظام کیا گیا ہے

قربانی میں حصہ لینے والے حضرات جلد رابطہ فرمائیں

گائے فی حصہ 27,000 روپے

وقف قربانی 20,000 روپے

قربانی کے جانوروں کی کھالیں جامعہ مدنیہ جدید کو دینا مت بھولیے

کھال فروخت کرکے اس کی قیمت بھی ارسال کی جا سکتی ہے

JAZZ CASH ACCOUNT : 0304 - 4587751

منجانب

جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور پاکستان

0335-4249302 - 0333-4506315

0321-4499000 - 0333-4249302

0321-4884074 - 0305-5008065

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ

کے آڈیو بیانات (درسِ حدیث) جامعہ کی ویب سائٹ پر سنے اور پڑھے جاسکتے ہیں

https://www.jamiamadniajadeed.org/bayanat/bayan.php?author=1

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے وہ مضامین جو پندرہ بیس برس قبل ماہنامہ انوار مدینہ میں شائع ہو چکے ہیں قارئین کرام کے مطالبہ اور خواہش پر ان کو پھر سے ہر ماہ سلسلہ وار ''خانقاہ حامدیہ'' کے زیر اہتمام اس مؤقر جریدہ میں بطورِ قندِ مکرر شائع کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (ادارہ)

طلباء کے فرائض

﴿ نظرِ ثانی وعنوانات : حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

سامعین کرام ! علم جب خدا کی خوشنودی کے لیے حاصل کیا جائے تو اس کا حاصل کرنا ثواب بن جاتا ہے اور اگر علم حاصل کرنے کا مقصد دنیا طلبی ، جاہ اور حبِ نام ونمود ہو تو اس میں یہ اجر نہیں رہتا بلکہ وہ گناہ بھی ہو سکتا ہے ! ! میرے اس مضمون کا عنوان ہے ''طلباء کے فرائض'' اس لیے طلبا کے چند اہم فرائض عرض کر رہا ہوں

طلبا کا پہلا فرض :

طلبا کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اساتذہ کا احترام کریں دنیا میں ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلا آرہا ہے کہ محسن کا احسان مانا جاتا ہے اور چونکہ ماں باپ کا احسان سب سے زیادہ ہوتا ہے اس لیے ہر آدمی ماں باپ کی اطاعت واحترام سب سے زیادہ کرتا ہے اور ان کا احسان سب سے زیادہ مانتا ہے ! ! بچپن کا دور ماں باپ کی شفقتوں کی بدولت بہت آرام وسکون سے ان کے زیرِ سایہ گزرتا ہے لیکن جب بچہ ماں باپ کے سایہ سے نکل کر ادھر ادھر جانا آنا شروع کرتا ہے تو اسے تہذیب وتمدن کے ایک اور سانچہ کی ضرورت پڑتی ہے اس سانچہ میں ڈھالنے والا استاد ہوتا ہے ! استاد کی حاجت چند روز میں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی آئندہ زندگی اور روشن مستقبل میں ہر لمحہ استاد کا محتاج رہتا ہے حتی کہ وہ ان علوم و فنون کو مکمل حاصل کر لے کہ جن کی اسے آئندہ کے لیے ضرورت ہے۔

اگر غور کیا جائے تو ماں باپ کے احسان کے بعد سب سے بڑا احسان استاد کا ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے علوم ایک طالب علم کے ذہن میں ایسے ہی منتقل کرتا ہے جیسے ماں باپ اس کو بچپن میں اپنے ہاتھ سے کھلایا پلایا کرتے تھے اور جس طرح ماں باپ کھلا پلا کر خوش ہوتے تھے اسی طرح یہ شفیق استاد بھی اپنی معلومات عطاء کر کے خوش ہوتا ہے اور شاگردوں میں جو محنتی اور طلب علم میں منہمک ہوتا ہے اس سے وہ زیادہ خوش رہتا ہے ! ! !

نیز جس طرح وہ ماں باپ جو خود غنی ہوں اولاد کی کمائی سے بے نیاز ہوں بڑھاپے میں بھی انہیں اولاد کی مدد کی ضرورت نہ ہوا پنی اولاد سے مخلصانہ توقع وابستہ رکھتے ہیں کہ یہ لائق اٹھے اسی طرح شفیق و مخلص استاد بھی اپنے شاگرد کو لائق تر بنانا چاہتا ہے حالانکہ اسے شاگرد سے اپنے گھریلو اور ذاتی معاملات میں یا بڑھاپے کی بیکاری ،ضعف اور بیماری کے زمانہ میں عموماً کام آنے کی کوئی امید نہیں ہوتی بلکہ کبھی کبھی تو استاد کسی ملک کا ہوتا ہے اور شاگرد کسی ملک کا اور بعد میں زندگی بھر آپس میں ملاقات بھی نہیں ہوتی تو گویا ماں باپ کی طرح اگر کوئی طبقہ احسان کرتا ہے تو وہ اساتذہ کا طبقہ ہے جو اپنے شاگردوں پر احسان کیا کرتا ہے ! ! !

جب اساتذہ اتنے بڑے محسن ہوئے تو طالب علم کا فرض ہوتا ہے کہ وہ احسان شناسی کرے ان کی اطاعت کرے اور انہیں خوش رکھ کر ان کی دعائیں لے حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ خدا کا بھی شکر گزار نہیں ! ! !

دوسرا فرض :

آپ جانتے ہیں کہ علم ہی وہ دولت ہے جس سے تہذیبِ اخلاق کا بے بہا سرمایہ حاصل ہوتا ہے یہ سرمایہ اس لیے نہیں ہوتا کہ اسے تالا لگا کر رکھ دیا جائے بلکہ یہ دولت سرمایۂ تجارت کی طرح استعمال میں لانے سے بڑھتی ہے اس سے خود کو اور دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے ! علم کی گرانمایہ دولت حاصل ہو جائے تو اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اس پر عمل بھی کرے کیونکہ علم عمل ہی کے لیے حاصل کیا جاتا ہے ! اگر آپ اپنے علم پر عمل کریں گے تو اس سے جاہل کو بھی فائدہ پہنچے گا کیونکہ وہ جاہل جو پڑھ نہیں سکتا

آپ کے عمل سے سبق حاصل کرے گا اور اس کے اخلاق و معاملات بھی سدھر جائیں گے ! !
لیکن اگر خدانخواستہ آپ نے خود ہی اپنے علم پر عمل نہ کیا وہی بے تہذیبی، وعدہ خلافی، غیر ذمہ دارانہ گفتگو، بے شرمی، بے حیائی، گالی گلوچ اختیار کیے رکھی جو ایک غیر مہذب اور جاہل کا شیوہ ہوسکتی ہے کسی پڑھے لکھے کو زیب نہیں دیتی تو آپ میں اور جاہل میں کوئی فرق نہیں رہے گا بلکہ آپ ایسے ہوں گے جیسے اپنے علم کا چراغ بجھا کر جہل کی تاریکی میں اضافہ کر رہے ہوں۔

تیسرا فرض :

طلبا کا تیسرا فرض جو سب سے اہم ہے یہ ہے کہ وہ دینی معلومات حاصل کریں ہم اس دنیاوی زندگی کے آرام سے گزارنے کے لیے اتنے جتن کرتے ہیں ہر قسم کی کوشش اور بے انتہا محنت کرتے ہیں حالانکہ اس دنیاوی زندگی کا پل بھر کا بھی بھروسہ نہیں ہوتا لیکن اُس جہان میں آرام وراحت حاصل کرنے کی کوئی کوشش نہیں کرتے جو لافانی ہے ! ! ہم اپنے ظاہری لباس وضع قطع کو اور اپنے جسم کو سنوارتے ہیں اور جس روح سے اس (جسم) کی بقاء ہے اس کی حالت درست کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے ! ہم اپنے جسم کو کھلاتے پلاتے ہیں اور کبھی روحانی غذا روح کو نہیں پہنچاتے ! تو کیا جسم و دنیا کی طرف اتنی توجہ اور روح و آخرت سے اتنی غفلت درست ہے ؟ یقیناً درست نہیں اس لیے ہر طالب علم کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اگر اس نے علم دین سے (مکمل) واقفیت حاصل نہیں کی تو اس کا علم ہرگز کامل نہیں ! !

علمِ دین اس علم کا نام ہے جس میں ہمیں جناب رسالتمآب ﷺ نے وہ باتیں بتلائی ہیں جو خدا کو پسند اور ناپسند ہیں، جن پر عمل کرنے سے خدا کی رحمت اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور عمل نہ کرنے سے بندہ اس کی ناراضگی اور قہر و غضب کا مستحق ہوسکتا ہے !

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی خوشنودی سے نوازے اور غضب سے پناہ میں رکھے (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

قسط : ١١

میرے حضرت مدنیؒ

حالات و واقعات شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ

بقلم : شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہٗ

ماخوذ از آپ بیتی

انتخاب وترتیب : مفتی محمد مصعب صاحب مدظلہم ، دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

مقدمہ : جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد ارشد مدنی دامت برکاتہم

امیر الہند و صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

مدرسہ کی تنخواہ کے ساتھ کثرتِ اسفار کی وضاحت :

ایک دفعہ اس سیاہ کار نے حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ سے عرض کیا کہ آپ کی جلالتِ شان کی وجہ سے کوئی کہہ سکے یا نہ کہہ سکے لیکن مدرسہ کی تنخواہ کے ساتھ یہ اسفار کی کثرت بہت سوں کے لیے موجبِ اشکال ہے !

حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ نے وہ شرائط نامہ جو مولانا انور شاہ صاحب کی تشریف بری اور حضرت شیخ الاسلام کی دارالعلوم میں ابتدائی تقرر کے وقت طے ہوا تھا، مجھے مرحمت فرمایا کہ آپ اسے پڑھ لیجیے، اس میں تو واقعی اتنی وسعت تھی کہ حضرت قدس سرہٗ کے اسفار اس کے مقابلہ میں بہت ہوتے تھے، جتنی ممبران کی طرف سے حضرت کو اجازت دی گئی وہ وقت ہی ایسا تھا کہ دارالعلوم کی موت وحیات حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ کی آمد پر موقوف تھی، کانگریسی اخبارات اور رسائل جو دارالعلوم کی مخالفت میں بہت زوروں پر تھے، حضرت شیخ الاسلام کی تشریف آوری پر ایسے ساکت ہوئے کہ پھر کوئی مخالفت کی زور دار آواز نہیں نکلی البتہ بعض حضرت کے مخالفین کی طرف سے چندہ کی کمی وغیرہ کے الزامات قائم کیے گئے مگر حضرت قدس سرہٗ نے دارالعلوم کے چندہ میں جو مساعی جمیلہ اس وقت فرمائی ہیں

وہ اس ناکارہ کو خوب معلوم ہیں، ہر سفر میں بڑی بڑی رقمیں حضرت لے کر آتے تھے اور دار العلوم میں غلہ اسکیم کے سالانہ جلسہ کی بنیاد بھی حضرت نور اللہ مرقدہٗ ہی نے ڈالی تھی۔ (آپ بیتی ص ۸۹۱، ۸۹۳)

حضرت مدنیؒ اور حضرت شیخؒ کی مکاتیب میں اشعار کی کثرت :

اس ناکارہ کا معمول ماہِ مبارک میں تقریباً چالیس سال سے خط و کتابت کا بالکل نہیں، مگر یہ کہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے جو مدرسہ سے تعلق رکھتی ہیں یا اور کوئی خاص مجبوری ہو تو لکھنے پڑتے ہیں، لیکن اس ضابطہ میں ایک استثناء ہمیشہ سے رہا وہ یہ کہ اکابر کی خدمت میں ایک دو خط اس تشریح کے ساتھ کہ ''اس کے جواب کی ہرگز ضرورت نہیں صرف دعا کی یاددہانی ہے'' لکھنے کا ہمیشہ سے رہا !

اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کے متعدد خطوط باوجود میرے اس لکھنے کے کہ ''جواب کی ضرورت نہیں'' اور باوجود اس اہتمام کے اعلیٰ حضرت رائے پوری اوّل اور حضرت اقدس رائے پوری ثانی حضرت مولانا عبدالقادر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے خطوط میرے انبار میں متعدد موجود ہیں اور حضرت شیخ الاسلام مدنی قدس سرہٗ کا تو یہ بھی اہتمام تھا کہ حضرت اقدس باوجود اپنے مشاغل اور ماہِ مبارک کے اہتمام کے ایک دو کارڈ ماہِ مبارک میں اگر میں نہ لکھوں، تب بھی حضرت اقدس شیخ الاسلام قدس سرہٗ تحریر فرمایا کرتے تھے، عموماً اس میں ایک یا دو شعر ہوا کرتے تھے یہ سارے کارڈ کہیں محفوظ ہیں اور وہ اشعار اتنے اونچے ہوتے تھے کہ یہ ناکارہ ان کا مصداق نہیں بن سکتا مگر حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ کے تعلق کے اظہار اور شفقت کو یاد کر کے رونے کے سوا اب کچھ نہیں رہا ایک کارڈ کا مضمون جو حضرت نے متعدد رمضانوں میں لکھا تھا یہ تھا

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند[1]

ایک ماہِ مبارک کے کارڈ کا شعر یہ تھا

---

[1] وہ لوگ جو کہ مٹی کو ایک نظر سے سونا بنا دیتے ہیں، کیا ہو سکتا ہے کہ ایک نظر ہماری طرف بھی کریں ؟

گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی

اے ابرِ کرم ، بحرِ سخا ، کچھ تو ادھر بھی

مجھے یہ شعر اسی طرح یاد ہے، کارڈ سامنے نہیں، بعض خطوط میں عربی کے اشعار بھی تحریر فرمائے، اسی طرح اس سیہ کار کا بھی معمول ہر ماہ مبارک میں ایک دو کارڈ حضرت مدنی کو لکھنے کا تھا، اس میں بھی ایک دو شعر ہوا کرتے تھے۔ یہ دونوں شعر مجھے بھی اپنے مختلف کارڈوں پر رمضان میں لکھنا بہت یاد ہے ! چونکہ حضرت قدس سرہٗ کا اہتمام اور معمول مجھے معلوم تھا اس لیے حضرت کی روانگی کے بعد جہاں کہیں بھی حضرت قدس سرہٗ کا رمضان گزرتا، میں انتیس شعبان یا یکم رمضان کو کارڈ لکھ دیتا تا کہ میرا کارڈ جوابی نہ بنے بلکہ ابتدائی درخواست بنے ! (آپ بیتی ص ۶۵۸، ۶۵۹) (جاری ہے)

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے ان کے واجبات موصول نہیں ہوئے ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تا کہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

قربانی کے مسائل

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحبؒ ﴾

قربانی کس پر واجب ہے ؟

مسئلہ : جس پر صدقہ فطر[۱] واجب ہے اس پر بقر عید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو کہ جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر کردے تو ثواب ہے !

مسئلہ : قربانی فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے، اولاد کی طرف سے واجب نہیں بلکہ اگر نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تو تب بھی اس کی طرف سے کرنا واجب نہیں نہ اپنے مال میں سے نہ اس کے مال میں سے کیونکہ اس پر واجب ہی نہیں ہوتی، لیکن اگر باپ اپنے مال میں سے اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے کردے تو مستحب ہے ! بیوی اور بالغ اولاد مالدار ہو تو ان کو اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے !

مسئلہ : بیوی اور بالغ اولاد مالدار ہو اور شوہر بیوی کے لیے اور والد بالغ اولاد کے لیے اپنے پاس سے قربانی کے جانور لا دے تاکہ وہ قربانی کر سکیں تو جائز ہے !

مسئلہ : جو بیٹا باپ کے ساتھ باپ کے کاروبار میں لگا ہو اور کاروبار میں اس کا اپنا حصہ اور ملکیت کچھ نہ ہو تو اگر اس کے علاوہ بیٹے کے پاس قربانی کا نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہوگی اور اگر نہیں ہے تو قربانی واجب نہیں ہوگی !

مسئلہ : عورت کے پاس کچھ مال نہ ہو لیکن اس نے نصاب کے بقدر مہر شوہر سے ابھی لینا ہو تو اگر

---

[۱] صدقہ فطر ہر اُس مسلمان پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے یا زکوٰۃ تو فرض نہیں لیکن نصاب کے برابر قیمت (آج مورخہ ۲۷ رمئی ۲۰۲۴ء کے مطابق 1,65,000 روپے) کا اور کوئی مال اس کی حاجاتِ اصلیہ سے زائد اس کے پاس ہے چاہے اس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں۔

مہر معجّل ہو اور شوہر مالدار ہو تو عورت پر قربانی واجب ہے ! اور اگر مہر معجّل ہو لیکن شوہر فقیر ہے یا مہر ہی موجل ہو خواہ شوہر مالدار ہو یا فقیر ہو تو عورت پر قربانی واجب نہیں !

مسئلہ : اگر پہلے اتنا مالدار نہ تھا اس لیے قربانی واجب نہ تھی پھر بارہویں تاریخ کے سورج ڈوبنے سے پہلے کہیں سے مال مل گیا تو قربانی کرنا واجب ہے !

قربانی مقیم پر واجب ہوتی ہے مسافر پر نہیں :

مسئلہ : قربانی کے تینوں دن اقامت کا ہونا شرط نہیں ہے دسویں گیارہویں تاریخ کو سفر میں تھا پھر بارہویں تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے گھر پہنچ گیا یا پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کی نیت کر لی تو اب قربانی کرنا واجب ہو گیا !

مسئلہ : دسویں تاریخ کو گھر میں تھا پھر گیارہویں کو سفر میں چلا گیا اور بارہویں کو سورج ڈوبنے سے پہلے گھر آ گیا تو قربانی واجب ہو گی !

مسئلہ : اگر مالدار قربانی کے دن گزرنے سے پہلے سفر پر چلا گیا اور باقی وقت سفر میں گزرا تو اس سے قربانی ساقط ہے !

مسئلہ : جو شخص حج پر گیا اور حساب سے شرعی مسافر بنتا ہو اس پر قربانی واجب نہیں مثلاً ایک شخص ۲۵ ر ذیقعدہ کو مکہ مکرمہ پہنچا، اب چونکہ منٰی وعرفات جانے میں پندرہ دن سے کم ہیں اس لیے یہ شخص مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت بھی کرلے تب بھی مقیم نہیں مسافر ہی رہے گا اس لیے خواہ یہ شخص حج سے پہلے مدینہ منورہ جائے یا نہ جائے ۱۲ ر ذی الحجہ تک یہ مسافر رہے گا اور اس پر قربانی واجب نہ ہوگی !

قربانی کا وقت :

مسئلہ : ذوالحجہ کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کے سورج ڈوبنے سے پہلے تک قربانی کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کا سب سے بہتر دن دسویں کا ہے پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ !

مسئلہ : دسویں تاریخ کو شہر والوں کے لیے قربانی کا مستحب وقت عید کی نماز اور خطبہ کے بعد ہے

جبکہ گاؤں والوں کے لیے کہ جس میں عید کی نماز نہیں ہوتی سورج طلوع ہونے کے بعد ہے !

مسئلہ : گاؤں والوں کے لیے دسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد بھی قربانی کرنا جائز ہے !

مسئلہ : امام عید کی نماز پڑھا چکا لیکن ابھی خطبہ نہیں پڑھا کہ کسی نے قربانی کر دی تو قربانی جائز ہے !

مسئلہ : امام کے نماز پڑھانے کے دوران قربانی کی تو قربانی نہیں ہوگی !

مسئلہ : امام نے نماز پڑھائی پھر لوگوں نے قربانی کی اس کے بعد پتہ چلا کہ امام کا وضو نہ تھا اور امام نے بلا وضو عید کی نماز غلطی سے پڑھا دی تھی تو قربانی ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں !

مسئلہ : اگر کسی عذر سے یا بلا عذر پہلے دن یعنی دسویں کو عید کی نماز نہیں ہوئی تو سورج کے زوال سے پہلے قربانی جائز نہ ہوگی البتہ زوال کے بعد جائز ہوگی اور دوسرے دن جب عید کی نماز پڑھی جائے تو نماز سے پہلے بھی قربانی جائز ہے !

مسئلہ : اگر عید کی نماز ہوئی اور پھر لوگوں نے قربانی کی، بعد میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ وہ دن دسویں کا نہیں نویں ذوالحجہ کا ہے اور چاند دیکھنے میں غلطی ہوگئی تھی تو اگر باقاعدہ گواہی سے چاند کے ہونے کا اعلان کیا گیا تھا تو نماز اور قربانی دونوں جائز ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں !

مسئلہ : دسویں سے بارہویں تک جب جی چاہے قربانی کرے چاہے دن میں چاہے رات میں لیکن رات کو ذبح کرنا مکروہِ تنزیہی ہے شاید کوئی رگ نہ کٹے اور اندھیرے میں پتہ نہ چلے اور قربانی درست نہ ہو !

مسئلہ : اگر کوئی شہر کا رہنے والا اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیج دے تو وہاں اس کی قربانی عید کی نماز سے پہلے بھی درست ہے اگرچہ وہ خود شہر ہی میں موجود ہو، ذبح ہو جانے کے بعد اس کو منگوا لے اور گوشت کھائے !

قربانی کے جانور :

مسئلہ : بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی ان جانوروں کی قربانی درست ہے ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی درست نہیں !

مسئلہ : بکری سال بھر سے کم کی درست نہیں جب پورے سال بھر کی ہو تب قربانی درست ہے ! اور گائے بھینس دو برس سے کم کی درست نہیں ، پورے دو برس کی ہو چکے تب قربانی درست ہے

اور اُونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں ہے !

تنبیہ : بکری جب پورے ایک سال کی ہوجاتی ہے اور گائے جب پورے دو سال کی ہوجاتی ہے اور اونٹنی جب پورے پانچ سال کی ہوجاتی ہے تو اس کے نچلے جبڑے کے دودھ کے دانتوں میں سے سامنے کے دو دانت گر کر دو بڑے دانت نکل آتے ہیں، نر اور مادّہ دونوں کا یہی ضابطہ ہے تو دو بڑے دانتوں کی موجودگی جانور کے قربانی کے لائق ہونے کی اہم علامت ہے لیکن اصل یہی ہے کہ جانور اتنی عمر کا ہو، اس لیے اگر کسی نے خود بکری پالی ہو اور وہ چاند کے اعتبار سے ایک سال کی ہوگئی ہو لیکن اس کے دو دانت ابھی نہ نکلے ہوں تو اس کی قربانی درست ہے ! لیکن محض عام بیچنے والوں کے قول پر کہ یہ جانور پوری عمر کا ہے اعتماد نہیں کر لینا چاہیے اور دانتوں کی مذکورہ علامت کو ضرور دیکھ لینا چاہیے !

مسئلہ : دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کے جانوروں میں رکھیں تو سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو سال بھر سے کم لیکن چھ ماہ سے زائد عمر کے دنبہ اور بھیڑ کی قربانی بھی درست ہے ! اور اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہیے !

مسئلہ : گائے، بھینس، اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی کرنے کی یا عقیقہ کی ہو صرف گوشت کی نیت نہ ہو ! اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگا تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی مثلاً آٹھ آدمیوں نے مل کر ایک گائے خریدی اور اس کی قربانی کی تو درست نہ ہوگی کیونکہ ہر ایک کا حصہ ساتویں سے کم ہے، اسی طرح ایک بیوہ اور اس کے لڑکے کو ترکہ میں گائے ملی اور اس مشترکہ گائے کی قربانی کی تو درست نہیں ہوئی کیونکہ اس میں بیوہ کا حصہ ساتویں سے کم ہے !

مسئلہ : گائے اونٹ میں بجائے سات حصوں کے صرف دو حصے ہوں یعنی دو آدمی مل کر ایک گائے یا اونٹ ذبح کریں اور اس طرح دونوں میں سے ہر ایک کے حصہ میں ساڑھے تین حصے ہوتے ہوں تو یہ جائز ہے کیونکہ دونوں میں سے کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں ہے، اسی طرح اگر تین یا چار یا پانچ یا چھ آدمی مل کر ایک گائے کی قربانی کریں تو جائز ہے !

قربانی کا گوشت اور کھال :

مسئلہ : افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرے، ایک حصہ اپنے لیے رکھے، ایک حصہ اپنے رشتے داروں اور دوستوں کے لیے اور ایک حصہ فقراء پر صدقہ کرے ! اگر کوئی زیادہ حصہ فقراء پر صدقہ کردے تو یہ بھی درست ہے ! اور اگر اپنی عیالداری زیادہ ہے اس وجہ سے سارا گوشت اپنے گھر میں رکھ لیا تو یہ بھی جائز ہے !

مسئلہ : قربانی کا گوشت فروخت کرنا جائز نہیں ! اگر کسی نے فروخت کر دیا تو اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے !

مسئلہ : قربانی کی کھال یا تو یونہی خیرات کردے یا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کردے !

مسئلہ : گوشت یا کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت یا کسی اور نیک اور رفاہی کام میں لگانا جائز نہیں، صدقہ ہی کرنا چاہیے !

مسئلہ : جس طرح قربانی کا گوشت غنی کو دینا جائز ہے اسی طرح کھال بھی غنی کو دینا جائز ہے جبکہ اس کو بلاعوض دی جائے اس کی کسی خدمت وعمل کے عوض میں نہ دی جائے، غنی کی مِلک میں دینے کے بعد وہ اگر اس کو فروخت کر کے اپنے استعمال میں لانا چاہے تو جائز ہے !

مسئلہ : قربانی کا گوشت اور اس کی کھال کافر کو بھی دینا جائز ہے بشرطیکہ اجرت میں نہ دی جائے !

مسئلہ : گوشت یا چربی یا کھال قصائی کو مزدوری میں نہ دے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دے !

مسئلہ : سات آدمی گائے میں شریک ہوں اور آپس میں گوشت تقسیم کریں تو تقسیم میں اٹکل سے کام نہ لیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں کیونکہ کسی حصہ کے کم یا زیادہ ہونے میں سود ہو جائے گا خواہ شریک اس پر راضی بھی ہوں اور جس طرف گوشت زیادہ گیا ہے اس کا کھانا بھی جائز نہیں البتہ اگر گوشت کے ساتھ سری پائے اور کھال کو بھی شریک کر لیا تو جس طرف سری پائے یا کھال ہو اس طرف اگر گوشت کم ہو تو درست ہے چاہے جتنا کم ہو، جس طرف گوشت زیادہ ہو اس طرف سری پائے بڑھائے گئے تو اب بھی سود رہا !

مسئلہ : اگر ایک جانور میں کئی آدمی شریک ہیں اور وہ سب آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ ایک ہی جگہ کچا یا پکا کر فقراء و احباب میں تقسیم کریں تو یہ بھی جائز ہے !

مسئلہ : تین بھائی یا زیادہ یعنی سات تک بھائی ایک گائے میں شریک ہوں اور کہیں کہ اپنی اپنی ضرورت کا گوشت لے لو اور باقی فقراء پر تقسیم کر دو تو یہ جائز نہیں بلکہ یا تو پہلے کچھ فقراء کو دے کر پھر باقی کو برابر برابر تقسیم کرلیں یا پہلے برابر برابر تقسیم کریں پھر ہر ایک اپنے حصہ میں سے فقراء کو دے !

متفرق مسائل :

مسئلہ : اونٹ میں نحر افضل ہے اور ذبح بھی جائز ہے جبکہ گائے بکری میں ذبح مستحب ہے !

مسئلہ : تنہا ایک شخص پوری گائے ذبح کرے تو پوری گائے ایک قربانی ہو کر کُل کی کُل واجب ہوئی !

مسئلہ : اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے، اگر کوئی خود ذبح کرنا نہ جانتا ہو یا اس کی ہمت نہ ہوتی ہو تو کسی اور سے ذبح کرالے اور ذبح کے وقت جانور کے سامنے کھڑا ہونا بہتر ہے !

مسئلہ : قربانی کرتے وقت زبان سے نیت کہنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں ، اگر دل میں خیال کرلیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط زبان سے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر ذبح کر دیا تو بھی قربانی درست ہوگئی لیکن اگر یاد ہو تو دعا پڑھ لینا بہتر ہے !

ذبح سے پہلے کی دُعا : اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ .

ذبح کے بعد کی دُعا : اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

مسئلہ : جس پر قربانی واجب تھی لیکن اس نے برسوں قربانی نہیں کی تو وہ گناہ کی معافی بھی مانگے اور جتنے سالوں کی قربانی رہ گئی اس قدر قیمت کا صدقہ کردے !

مسئلہ : قربانی سے پہلے قربانی کے جانور کا دودھ دوہا ہو یا اس کی اُون اتاری ہو تو اس کو صدقہ کرنا لازم ہے !

مسئلہ : قربانی کی رسی وغیرہ سب چیزیں خیرات کردے !

تربیتِ اولاد

قسط : ۱۵

﴿ ازافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

زیرِنظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے افادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل ونقل اور تجربہ کی روشنی میں اولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک روحانی وجسمانی تعلیم وتربیت کے اسلامی طریقے اورشرعی احکام بتلائے گئے ہیں ! پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ، عقیقہ، ختنہ وغیرہ امور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، مردعورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اوراس کے بعد اس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے ان شاء اللہ مفید ہوگا،اس کے مطابق عمل کرنے سے اولاد نہ صرف دنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی ان شاء اللہ ! اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کواس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے ، آمین

بچوں کی تعلیم وتربیت کے مدارج اوراس کے طریقے :

☆ سب سے پہلے بچہ کوکلمہ شریف سکھادوخواہ ایک ہی کلمہ ہو،جس کوعورتیں بہت آسانی سے سکھاسکتی ہیں

☆ نیز بچہ کواحکام کی زبانی تعلیم بھی دیتی رہومثلاً اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا اور یہ بتلانا کہ اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتے ہیں اوراللہ تعالیٰ کی ذات کی جوصفات ہیں وہ بتلاؤ مثلاً سب چیزوں کوانہوں نے ہی پیدا کیا، وہی جِلاتے (پیدا کرتے) ہیں،ان کوتمام چیزوں کی خبر ہے !

☆ اگر بچہ شرارت کرے تو کہو کہ اللہ میاں ناراض خفا ہوں گے اور جوعلوم ان کے مناسب ہیں عورتیں ان کے ذہن میں خوب ڈال سکتی ہیں، بار بار کہتے رہنے سے بچہ کو یقین ہوجائے گا کہ اللہ تعالیٰ کوسب چیزوں کی خبر ہے،عورتوں کو چاہیے کہ ان کے خیالات درست کریں !

☆ اس کے بعد جب ان کواور ہوش ہوتو چھوٹی سورتیں قرآن شریف کی یاد کرادیں !

☆ جب سات برس کے ہوں تو نماز پڑھنے کا طریقہ بتلا دیں اور دس برس کی عمر میں مار کر پڑھوائیں ! لیکن ان کو نماز کے بارے میں کوئی بھی کچھ نہیں کہتا، اگر کوئی بچہ امتحان میں فیل ہو جائے تو اس پر افسوس ہوتا ہے لیکن اگر نماز سال بھر نہ پڑھے تو ذرا بھی افسوس نہیں ہوتا ! اسلام زبانِ حال سے شکایت کر رہا ہے کہ افسوس میری طرف بالکل توجہ نہیں رہی ، میں تم کو غیرت دلاتا ہوں یہ بتلایئے کہ اس کی حفاظت آپ کے ذمہ ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو کیوں نہیں کی جاتی ؟ کیا یہود و نصاری اس کی حفاظت کریں گے ؟ یا ہندو مجوس اس کی حمایت کریں گے ؟ جب اپنے سامان کی مالک ہی حفاظت نہ کرے تو اور کون کرے گا ! ؟

الغرض بچوں کی تعلیم کی ابتداء نماز سے کی جائے اور اس کو عادتِ ثانیہ بنایا جائے ، جب بچہ دس برس کا ہو جائے اور نماز نہ پڑھے تو اُس کو مارو پیٹو ! غرض بچپن ہی میں نماز کے طریقہ کی تعلیم دو !

☆ جب سیانا ہو جائے ، لڑکا ہو یا لڑکی ، اس کو علمِ دین پڑھائیں قرآن پڑھائیں ، اگر قرآن شریف پورا نہ ہو تو ایک ہی منزل پڑھا دی جائے آخر کی طرف سے پڑھا دیں ! اس کی چھوٹی چھوٹی سورتیں نماز میں کام آئیں گی نیز قرآن شریف کے پڑھنے میں ہر حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں !

نماز روزہ اور اچھی عادتیں سکھلانا عورتوں پر لازم ہے :

بعض عورتیں اگر خود نماز پڑھ لیتی ہیں تو وہ اپنے بچوں اور ماماؤں (نوکرانیوں) کو نماز کے واسطے نہیں کہتیں ، بچوں کی پرورش زیادہ تر ماماؤں کی آغوش میں ہوتی ہے لہٰذا ان کو اخلاقِ حسنہ سکھلانا اور نماز وغیرہ کی تعلیم دینا عورتوں کے ذمہ ضروری ہے ، اس میں ہرگز غفلت نہ کریں !

جب بچہ سات برس کا ہو جائے اس وقت سے نماز کی تاکید شروع کر دیں اور جب دس سال کا ہو جائے تو مار پیٹ کر نماز پڑھائیں ! اطباء نے لکھا ہے کہ اچھے اخلاق اور نیک اعمال کا اثر صحت پر بھی اچھا ہوتا ہے ، جس بچہ کو نیک کاموں کی عادت ہوگی اس کی صحت بھی عمدہ ہوگی ، عورتوں کو بچوں کی صحت کا بہت خیال ہوتا ہے اس لیے میں نے یہ فائدہ بھی بتلا دیا ہے ، اگر دین کا خیال نہ ہو تو صحت کا ہی خیال کر کے بچوں کو نماز وغیرہ کی تاکید کرتی رہیں !

(باقی ص ۶۱)

اسلام ایک مدلل دین ہے

۱۶؍ رجب ۱۴۴۵ھ/ ۲۸؍ جنوری ۲۰۲۴ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں تکمیل بخاری کی تقریب منعقد ہوئی اس موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم نے بیان فرمایا اس کی افادیت کے پیش ِنظر نذرِ قارئین کیا جا رہا ہے ملاحظہ فرمائیں (ادارہ)

۞ ۞ ۞

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آپ کے سامنے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کی عظیم کتاب بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھی گئی اور سند کے ساتھ پڑھی گئی آج کے دور سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک اس حدیث کو سکھانے والے جو جو اساتذہ ہیں ان سب کے نام آپ کو بتائے گئے سنائے گئے اور آپ نے سنے ! یہ تو ایک حدیث ہے جو اس وقت پڑھی گئی، سات ہزار سے بھی زیادہ حدیثیں ہیں بخاری شریف میں وہ ساری کی ساری اسی (طرح) سند سے پڑھی جاتی ہیں ! اور بخاری کے علاوہ جو بقیہ صحاح ہیں اور (ان کے علاوہ دیگر) احادیث لاکھوں کی تعداد میں سب کو سند سے بیان کیا جاتا ہے ! تو سند صرف میری نہیں ہے یا آپ کی نہیں ہے صرف طلباء کی نہیں ہے یہ سند ہر مسلمان مرد اور عورت کی ہے !

ہر کام چھوٹا ہو یا بڑا اجتماعی ہو یا انفرادی، عام زبان میں جسے ہم دنیاداری کہتے ہیں اور دینداری کے جو بھی کام ہیں ان کے پیچھے سند موجود ہے اسی طرح انہوں نے ان سے پڑھا انہوں نے ان سے پڑھا انہوں نے ان سے پڑھا حتیٰ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پڑھا !

یہ کھانا تم نے سیدھے ہاتھ سے کیوں کھایا ؟ اس کے پیچھے یہ سند موجود ہے کہ اس لیے کھایا کہ انہوں نے یہ بات ان سے سنی انہوں نے اپنے فلاں استاذ سے پڑھی انہوں نے فلاں استاد سے پڑھی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پڑھی ! !

تم نے اسمبلی میں حزب اختلاف کیوں بنائی ؟ تو اگر پیپلز پارٹی کرے گی اور اس سے آپ پوچھیں کہ اس کی بنیاد بتاؤ تم حزب اختلاف میں کیوں ہو اس کی وجہ بتاؤ سند کے ساتھ ؟ نہیں بتا سکتی اس کے بعد بے نظیر تھی اب آصف زرداری ہے ان سے پوچھیں تمہارے اس کام کی بنیاد اور سند کیا ہے ؟ نہیں بتا سکتے ! !

مسلم لیگ ن سے پوچھیں اس سے پہلے کے جو ہیں ان سے پوچھ لیں ہر مسلم لیگی سے پوچھ لیں کہ تم نے جو یہ کام کیا فلاں وقت تم حزب اختلاف میں تھے فلاں وقت تم حزب اقتدار میں تھے کیوں تھے ؟ سند اور بنیاد بتاؤ ؟ بنیاد کے بغیر کوئی چیز معتبر نہیں ہوتی تو بنیاد نہیں بتا سکتے ! !

امریکہ کے صدر سے پوچھیں جو اسلام سے خارج ہے کافر ہے کہ تم جو صدر ہو یہ تم کس بنیاد پر ہو اس کی سند بیان کرو ؟ وہ کہے گا سند کوئی نہیں ہے ! ! روسی صدر پیوٹن سے پوچھیں، چین کے صدر سے پوچھیں اس کی دلیل بتاؤ کہ تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا ؟ سند لاؤ تو نہیں بتا سکتے ! !

لیکن اگر آپ علماء کرام سے پوچھیں کہ آپ جو جہاد جہاد کرتے رہتے ہیں کیا سند ہے ؟ ؟ تو ایک طالب علم اٹھ کر پوری سند رسول اللہ ﷺ تک بیان کردے گا ! ! آپ جو سیاست کرتے ہیں اور سیاست میں آتے رہتے ہیں کبھی آپ حزب اقتدار میں آجاتے ہیں کبھی آپ اپوزیشن میں آجاتے ہیں (کبھی آپ ایوان سے واک آؤٹ کر جاتے ہیں اور پھر آپ دوبارہ آکر بیٹھ جاتے ہیں) کیا سند ہے کیا دلیل ہے ؟ تو وہ پوری دلیل بیان کریں گے ![1] تو مسلمانوں کی موجودہ قیادتیں جن کو ہم

---

[1] واک آؤٹ کر جانا پھر دوبارہ آبھی جانا اس عمل کی دلیل قرآن پاک کی اس آیت میں ہے اس کے ترجمہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں ﴿ وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴾ (النساء : ۱۴۰) ''اور حکم اتار چکا تم پر قرآن میں کہ (ایوانوں کی مجالس وغیرہ میں) جب سنو اللہ کی آیتوں پر انکار ہوتے اور ہنسی ہوتے تو نہ بیٹھو ان کے ساتھ یہاں تک کہ (اس موضوع کو چھوڑ کر) مشغول ہوں کسی دوسری بات میں، نہیں تو تم بھی ان ہی (اہلِ ایوانوں) جیسے (منافق) ہو گے اللہ اکٹھا کرے گا منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک جگہ''

بھٹو صاحب کہتے ہیں، مسلم لیگ کے قائدین کا نام لیتے ہیں، ایم کیو ایم کا نام لیتے ہیں ان کا جواب بھی سکوت میں ہوگا، ایسے ہی جیسے پیوٹن کا جواب سکوت میں ہے، امریکی صدر کا جواب سکوت میں ہے، جاپانیوں کا جواب سکوت میں ہے ! ! کتنا بڑا سانحہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے پاس کوئی سند نہیں ہے پیپلز پارٹی کو ووٹ دینے والے کے پاس سند کوئی نہیں اس کی مالی مدد کرنے والے کے پاس اس کام کی سند کوئی نہیں، مسلم لیگ کی مدد کرنے والے کے پاس بھی اس کی کوئی سند موجود نہیں ہے ! ! جرنیلوں سے پوچھو کہ تم جرنیل کیوں بن گئے، تم کرنل کیوں بن گئے، بریگیڈیئر کیوں بن گئے ؟ سند بتاؤ، کوئی سند نہیں اور امریکی جرنیل سے پوچھ لیں چین کے جرنیل سے پوچھیں کوئی سند ہے ؟ بس اتنا کہے گا بس مجھے پسند تھا میرا شوق تھا میرا رجحان فوج کی طرف تھا میرا رجحان فضائیہ کی طرف تھا میرا رجحان بحریہ کی طرف تھا میں ادھر آگیا ! جو چیزیں اس نے کالج اسکول میں پڑھی ہیں یونیورسٹی میں پڑھی ہیں ان کی بھی نہیں ہے سند !

تو اس کا مطلب ہے کہ ''الف'' سے لے کر ''ے'' تک یہ دین مستند ہے ! اور اُن دینوں کی ''الف'' سے لے کر ''ے'' تک کوئی تختی ہی نہیں ہے تو سند کیسے ہوگی ! ؟ بنیادی تختی جو ''الف'' سے شروع ہوتی ہے ''ے'' پر ختم ہوتی ہے وہی نہیں ہے ! تو ہم نے یہ سوچنا ہے کہ ہم کہاں جارہے ہیں ؟ تو اللہ نے ہمیں اتنا مضبوط بنایا کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کی سند موجود ہے ! الٹے ہاتھ سے کھانا کیوں نہیں کھاتے ؟ آپ کہیں میں حدیث اٹھا کر لے آؤں گا ڈھونڈ کر لے آؤں گا الٹے ہاتھ سے کھاؤ ! اگر آپ ساری زندگی صرف کر دیں ایک حدیث نہیں لا سکتے ہیں جس میں آئے کہ الٹے ہاتھ سے کھانا کھالو ! ! تو نہ کھانے کی بھی دلیل ہے اور کھانے کی بھی دلیل ہے ! نہ جانے کی بھی دلیل ہے اور جانے کی بھی دلیل ہے ! تم اپوزیشن بن گئے ہو تو اٹھ کر کیوں آجاتے ہو بائیکاٹ کیوں کرتے ہو ؟ تو اس کی بھی دلیل ہے (اسلام میں) ! لیکن وہی دلیل اگر آپ باقی پارٹیوں سے مانگیں کہ تم نے بائیکاٹ کیوں کیا ؟ کوئی دلیل نہیں ہے ان کے پاس ! مگر قرآن میں اس کی بھی دلیل ہے (جیسا کہ گزری) تو اتنا مستحکم دین کہ سیاست کی بھی دلیل ہے، تجارت کی بھی دلیل ہے، گھریلو زندگی کی بھی دلیل ہے،

گھر سے باہر کی زندگی کی بھی دلیل ہے، اور یہ دلیل جو آپ کے سامنے پڑھی ہے (بخاری شریف سے) چالیس سے زیادہ اسماءِ گرامی اساتذہ کے بیان ہوئے ہیں یہاں سے لے کر نبی علیہ السلام تک اور سب کے آخری استاد کون ہیں ؟ حضرت محمد ﷺ آخری استاد اور نبی علیہ السلام کے استاد کون ہیں ؟ اللہ تعالیٰ ! تو جس کے استاد اللہ میاں ہوں وہ علم اللہ سے لے رکھا ہو اس نے اور جن کا استاد اللہ نہیں ہے، کون ہے ؟ اس کا انہیں بھی نہیں پتا کیوں کہ وہ ہا ہا ہا کہیں گے دلیل نہیں ہے [۱] تو آپ کو اللہ نے بہت بڑے دین سے جوڑ دیا یہ مضبوط اور مستحکم چیز سوائے دینی مدارس کے کہیں بھی کائنات میں آپ کو نہیں ملے گی کیونکہ جن عالمی لیڈروں کے میں نے نام لیے ہیں وہ کالج یونیورسٹیوں سے پڑھے ہوئے ہیں لیکن کیا پڑھا ہے ؟ بے بنیاد ہر چیز بے بنیاد ان کی سیاست بے بنیاد ان کی جنگ بے بنیاد ! امریکہ نے ویتنام پر بم کیوں مارا کوئی دلیل ؟ کوئی دلیل نہیں ہے ویتنامیوں سے پوچھو تم امریکہ سے کیوں لڑے کوئی دلیل ؟ بس اپنی مقامی کچھ وجوہات بتائیں گے علاقائی بتا دیں گے زیادہ سے زیادہ عالمی کوئی چیز بتا دیں گے اپنے ہی دور کی اور اس کے بعد ختم ! مگر آپ کے پاس دلیل ہے !

مثال سے وضاحت :

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک صاحب آئے وہ کافر تھے لیکن مسلمانوں کے اخلاق اور اسلام کی برتری دیکھ کر متاثر تھے، آپ کی جہاد کے لیے تیاری تھی وہ آئے پوری طرح وردی پہن کر زِرہ بند ہو کر اور نبی علیہ السلام سے کہنے لگے میں آپ کے ساتھ مل کر کافروں سے لڑوں گا ! ! کافر آ کر کہتا ہے کیا میں لڑوں یا اسلام لاؤں ؟ ؟

---

[۱] دنیا میں بھی دلیل نہیں ہے اور آخرت میں کچھ بات نہ بن پائے گی احادیثِ مبارکہ میں منافقین اور کافر کی بے بسی اور لاچاری کا متعدد جگہ ذکر آیا ہے اس بات سے ان ہی احادیث کی طرف اشارہ ہے ملاحظہ ہو :

مشکوۃ المصابیح باب اثبات عذاب القبر ص ۲۴ رقم الحدیث ۱۳۱ و فصل ثالث باب ما یقال عند من حضرہ الموت ص ۱۴۲ رقم الحدیث ۱۶۳۰

نبی علیہ السلام نے فرمایا اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ پہلے اسلام لا پھر ہمارے ساتھ صف میں مل کر دشمن سے لڑ، تا کہ اس لڑنے کی سند اور بنیاد تجھے مل جائے ! ورنہ تیری لڑائی بے بنیاد ہوگی ! یہ ایسی ہی بے بنیاد لڑائی ہوگی جیسی (ہمارے مدمقابل) کافر ہم سے لڑ رہے ہیں ! تو تو اور وہ برابر ہوں گے (حالانکہ تو ہماری طرف سے لڑ رہا ہوگا) ! ! !

اسلام میں دہشت گردی کا خاتمہ :

دہشت گردی انتہا پسندی کا دروازہ اسی وقت رسول اللہ ﷺ نے بند کر دیا کہ نہیں اسلام میں صرف مار کٹائی برائے مار کٹائی نہیں ہے ! تلوار چلانا برائے تلوار چلانا نہیں ہے ! بلکہ کس لیے ہے ﴿ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ﴾ تا کہ اللہ کا دین سر بلند ہو جائے یہ بنیاد اور یہ مقصد بتایا ! ! !

مدرسہ بمقابلہ کالج :

آپ جو اپنے گھروں سے آئے ہیں یہاں ان بچوں کے رشتے دار عزیز واقارب اور جو رشتہ دار نہیں تعلق دار ہیں وہ بھی آئے ہیں آپ اس کی بھی سند بتا سکتے ہیں ان سے پوچھ کر اور یہی سند چالیس افراد کی مل جائے گی کہ میرے پاس یہ دلیل ہے اس آنے کی اتنی چھوٹی سی چیز کی بھی دلیل موجود ہے ! !

یہی تقریب اگر یونیورسٹی میں ہو آپ کے کسی بچے کی وہاں تقریب ہو رہی ہو آپ جائیں پھر پوچھے آپ سے کوئی آپ کیوں آئے ؟ آپ کہیں گے میرا بیٹا پڑھ کر فارغ ہوا ہے بس مجھے اس کی خوشی ہے ! بھائی کیا پڑھا جو پڑھا اس کی سند بتاؤ ؟ ! سند نہیں بتا سکتے کوئی ! ! یہیں سے اٹھی ہے وہ چیز یہیں دفن ہوگئی اسی وقت مرگئی تو اس کی سند کیسے بتائیں گے ! !

آپ کپڑے پہن کر کیوں آئے ہوئے ہیں دلیل ہے آپ کے پاس اسی طرح سند کے ساتھ ! آپ بغیر لباس کے کیوں نہیں آئے ؟ دلیل ہے آپ کے پاس ! کیونکہ کوئی ایسی روایت نہیں ملتی اسلام میں ! ! لیکن اگر اُن سے کوئی دلیل پوچھو تو کوئی دلیل نہیں ہے اس کی !

گھریلو قائد :

تو آپ خوش نصیب ہیں یہ پڑھنے والے بھی ان کو پڑھانے والے، ان کے ماں باپ اور ان کے سرپرست بھی اور وہ خاندان اور وہ کنبہ جس کے یہ بچے اور افراد ہیں کہ ان کے گھروں میں ان کے خاندانوں میں اللہ نے ایک قائد اور ایک لیڈر پیدا کر دیا جس سطح کا بھی ہے وہ لیڈر ہے اس کے پیچھے چلنا ہے اسے پیچھے نہیں چلانا تم نے ! اگر تم چلانا چاہو گے تو وہ ان شاء اللہ تمہارے پیچھے نہیں چلے گا تمہیں اس کے پیچھے چلنا ہے یا تو پڑھاتے ہی نہ اس کو یہ، جب پڑھایا تو اب تمہیں اس کے پیچھے چلنا پڑے گا ! ! یہ قائد ہے اس نے اس مدرسہ میں طب بھی سیکھی ہے اسی قرآن و حدیث سے ! اس نے گھر کے معاملات بھی سیکھے ہیں ! اس نے باپ کے حقوق بھی سیکھے ہیں ! اس نے شوہر کی ذمہ داریاں بھی سیکھی ہیں ! اس نے عورتوں کی اور بیویوں کی ذمہ داریاں بھی سیکھی ہیں ! اس نے جہاد بھی سیکھا ہے ! اس نے یہ سیکھا کہ کب تلوار نکالنی ہے اور کب نہیں نکالنی ! کب تلوار چلانا عدل اور انصاف ہے اور کب تلوار چلانا زیادتی اور ظلم ہے یہ سب پتا ہے ! !

امریکی فوجی سے پوچھیں تلوار چلانا کب جائز ہے اور کب ناجائز، نہیں پتا ! وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہے گا میرے ملک کو جب کوئی خطرہ محسوس ہو تب، تو بھائی چلو ملک کو خطرہ ہو یہ کس سے پڑھا سبق تم نے ؟ اس کی سند بتا دو وہ اس بات کی سند نہیں بتا سکتا ! وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہے گا کہ میرے افسر نے یہ بتایا ہے فوج میں ہمیں یہ تربیت دی گئی ہے !

فوجی لیڈر :

لیکن اگر (جامعات سے اس) طالب علم کو لے جائیں آپ فوج میں تو وہ فوج میں یہ سکھانا شروع کر دے گا کہ تمہارے اندر یہاں یہ کمی ہے اس کو دور کرو ! اپنی نیت صحیح کرو ایسے کرو ایسے کرو ایسے کرو تو یہ قائد ہے یہ لیڈر رہے ! ! (اگرچہ) ہر ایک میں فرق ہوتا ہے صلاحیت کا، کوئی زیادہ لائق بن گیا کوئی کم، کسی سے اللہ نے زیادہ کام لینے کا ارادہ کر لیا کسی سے کم کا ! ! وہ فرق تو میں اور آپ ختم

نہیں کر سکتے وہ رہے گا لیکن رہیں گے لیڈر کوئی چھوٹے درجے کا کوئی بڑے درجے کا ان کی توقیر اور اکرام آپ سب کا فرض ہے کہ ان کی توقیر کریں اکرام کریں تمام چیزوں میں ! !

دیگر پارٹیاں :

پیپلز پارٹی میں ہماری خیر نہیں ہے ! مسلم لیگ میں ہماری خیر نہیں ہے ! جرنیلوں میں بھی ! مارشل لاؤں میں بھی ہماری خیر نہیں ہے ! ہم تو ڈوبتے جا رہے ہیں دن بدن، اگر خیر ہے تو آپ کو علماء کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینا ہوگا میری بات کی تائید کرتے ہیں تو ہاتھ اٹھایئے سب ہاتھ اٹھائیں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور ہماری مدد فرمائے !

مقدس سیاست اور جہاد :

تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور آپ کو جس دین سے وابستہ کیا وہ مقدس ہے ! اسلام کی سیاست بھی مقدس ہے اسلام کی لڑائی بھی مقدس ہے اس کا نام جہاد ہے ! اور وہ تلوار سے ہو تو بھی مقدس ہے وہ بھی جہاد ہے ! وہ زبان سے ہو تو بھی مقدس ہے وہ بھی جہاد ہے ! ساری چیزیں جہاد ہیں ! ! گھر کے اندر جھاڑو دے رہا ہے تو یہ عبادت بن گئی کیوں ؟ سند موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے ساتھ گھر کے کام کاج میں حصہ لیتے تھے ! تو جھاڑ پونچھ بھی اس میں آگیا سب چیزیں آگئیں ! یہ بلب اتار کر دوسرا لگا دیا یہ فیوز ہوگیا کیا سند ہے اس کی ؟ یہ لیڈر جو آپ کا بنا ہے یہ لیڈر آپ کو اس کی سند بتائے گا لیکن آپ نہیں بتا سکتے تھے سند اس کی، کوئی بھی نہیں بتا سکتا تھا ! تو یہ بہت مستحکم دین ہے اتنا بڑا کہ جس کی عظمت پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے اور اللہ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے لہٰذا آپ نے مستقبل میں ہر معاملے میں اپنا قائد علماء کو بنانا ہے میری یہ بات سمجھ میں آرہی ہے یا نہیں آرہی ہے ؟ ؟

(اچھا تو بتلایئے) آپ سب مسلمان ہیں یا نہیں ؟ دین ہمارا ہے یا نہیں ؟ تو دین سے جو دلیل آئے گی وہ آپ کو قبول کرنا واجب ہے اس لیے کہ میں اور آپ مسلمان ہیں اور اس کا انکار کرنا گناہ کبیرہ ہے ناجائز ہے ! ! تو آپ اپنے تمام معاملات اجتماعی ہوں، انفرادی ہوں، سیاسی ہوں،

غیر سیاسی ہوں، تجارتی ہوں، آپ علماء کے سپرد کریں تو خیر ہے ورنہ خیر نہیں ہوگی ہماری ! !

آپ سب کو معلوم ہے بارش کتنے عرصہ سے نہیں ہورہی اور بارش کی کتنی ضرورت ہے یہ ہم شہری لوگوں کو تو اتنا نہیں پتا ہوتا دیہاتیوں کو زیادہ پتا ہوتا ہے کسانوں کو جنہوں نے محنت کی ہے لیکن وہ بھی اللہ کی طرف رجوع نہیں کر رہے جنہوں نے محنت کی ہے ! ایک دوسرے کو رونا رو رہے ہیں مگر نماز نہیں پڑھیں گے ناپاک ہی رہیں گے کھیتوں میں جائیں گے ضرورت کے لیے بغیر استنجاء کیے اٹھ کر آجائیں گے ! ناپاک پھریں گے صبح سے شام تک ! مگر اللہ کی طرف رجوع نہیں ہے !

زمینی حقائق :

کوئی زیادہ نصیحتیں آپ کو نہیں کرتا آپ کو زمینی حقائق بتاتا ہوں، بارشیں یہاں نہیں ہو رہیں یہی حال افغانستان کا ہے ! لیکن وہاں کس کی حکومت ہے (بقول لوگوں کے) بچارے مولویوں کی، عام طور پر لوگ تو یوں کہتے ہیں کہ مولوی بچارہ بھوکا ہوتا ہے ! مگر مولوی الحمد للہ بھوکا کبھی نہیں رہا، مولوی کے صدقہ (اور طفیل) میں کئی کئی کنبے پلتے ہیں اللہ کے فضل سے ! یہ ہم دیکھتے ہیں اور لوگ بھی دیکھتے ہیں جانتے ہیں ! اب (افغانستان میں) ان مولویوں کے ہاتھ میں حکومت ہے وہاں بھی بارش نہیں ہے ہم سے بہت کم غلہ وہاں پیدا ہوتا ہے یہ پنجاب ہے ''پنج آب'' کا مطلب پتا ہے ؟ پنجابیوں کو بھی نہیں پتا ہوگا ''پنج آب'' پانچ پانی پانچ دریا، بہت کم ایسے خطے ہیں دنیا میں ![1] تو یہ پنج آب ہے مگر یہاں مشکل پڑی ہوئی ہے ! لیکن اللہ کی طرف رجوع نہیں ہے !

افغانستان میں یہ چیز نہیں ہے لیکن کل ہفتہ تھا آج کیا ہے اتوار ہے کل حکومت نے باقاعدہ اعلان کر کے اللہ میاں کا دروازہ کھٹکھٹایا، پوری قوم نکل کر وہاں چوکھٹ کو کھٹکھٹایا اور صلوٰۃ استسقاء ادا کی اتنا بڑا مجمع ہے جیسے کہ حج کا مجمع ہوتا ہے سارا افغانستان نکل آیا، کل اللہ کے دربار میں سجدہ کیا اس کا کنڈا کھٹکھٹایا آج پورے افغانستان میں بادل چھا چکے ہیں اور جہاں پر برف پڑتی ہے وہاں برف باری شروع ہوگئی اور آج باقی افغانستان میں باران رحمت نازل ہونا شروع ہوگئی ہے ! !

---

[1] دریائے جہلم، دریائے چناب، دریائے راوی، دریائے بیاس اور دریائے ستلج

کون اہل ہوا اقتدار کا ؟ مولوی اہل ہے کہ اقتدار پر آئے یا یہ جو بت ہیں دنیا میں، یہ جو دنیا کے بت ہیں جن کو عوام نے بت بنایا ہوا ہے، صرف پاکستان میں ہی نہیں عرب میں بھی یہی حال ہے ! عربستان میں بھی شیاطین ہیں یہاں بھی شیاطین ہیں جن کو ہم نے اپنا قائد اور لیڈر بنا لیا ہے ! ! یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہے کیونکہ جن سے اللہ ناراض ہے ان کو ہم نے اپنا قبلہ اور کعبہ بنا رکھا ہے انہیں بت بنا رکھا ہے ! لہٰذا ہمارا ملک خطرات میں اس وقت گھرا ہوا ہے اس لیے سوائے اللہ کی ذات سے رجوع کے کوئی صورت کام نہیں آئے گی اور اللہ کی ذات سے رجوع علماء سے جڑنے سے شروع ہوگا ! ان شاء اللہ العزیز آپ نے تمام معاملات میں جڑنا ہے اور اب اپنے طور پر جہاں تک ہو سکے جا کر اپنے علاقوں میں صلوٰۃ استسقاء بھی پڑھیں ! !

اہلِ شام و فلسطین کا حق :

اسی طرح فلسطین میں جو ہو رہا ہے وہ آپ کو سب کو پتا ہے ہم پر ان کا حق ہے یا نہیں ہے بتائیں بھائی، جو کہتے ہیں نہیں ہے ان کا ہم پر کوئی حق تو وہ ہاتھ اٹھائے ! ! ایک بھی نہیں ہاتھ اٹھائے گا کیونکہ سب الحمدللہ مسلمان ہیں ! آپ اس جہاد میں حصہ لینا چاہتے ہیں ثواب چاہتے ہیں یا نہیں چاہتے، چاہتے ہیں تو آپ اپنے علاقوں میں قنوت نازلہ شروع کیجیے ! ہمارے ہاں جس دن سے یہ معرکہ شروع ہوا ہے فجر کی نماز میں بھی الحمدللہ قنوت نازلہ ہو رہی ہے، مغرب کی نماز میں بھی قنوت نازلہ ہو رہی ہے اور جمعہ کی نماز میں بھی قنوت نازلہ ہو رہی ہے ! وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں ان کا ہمارے پر حق ہے ہم اس جہاد میں حصہ لیں گے اور لے رہے ہیں کتنا ؟ جتنا بس میں ہے کیونکہ ہم بندوق لے کر نہیں جا سکتے ہیں ہمیں روک رکھا ہے رکاوٹیں ہیں تو جو کر سکتے ہیں وہ تو کریں کہ جیب میں سے چار پیسے نکالیں اور ان کے لیے جمع کرائیں اور قنوت نازلہ پڑھ کر دعا کریں دعا جو کریں گے اس میں آپ کا اس جہاد میں حصہ ہو جائے گا ! لہٰذا آپ نے اپنے مسلمان بھائیوں کا خیال رکھنا ہے اللہ تعالیٰ سے مدد چاہنی ہے رجوع الی اللہ کرنا ہے رجوع الی اللہ کے بغیر ہماری خیر نہیں ہے ! ! !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

قسط : ۳

فلسطین کی بابت چالیس اہم تاریخی حقائق

مسئلہ فلسطین کی تفہیم کے لیے ایک راہنما مقالہ

﴿ ڈاکٹر محسن محمد صالح اردو استفادہ محمد زکریا خان ﴾

(۲۰) فلسطین کی اسلامی شناخت مٹانا :

صہیونی ریاست اوّل روز سے اس منصوبے پر عمل پیرا تھی کہ فلسطین کی اسلامی شناخت ختم کردے اور خطے کو یہودی آبادی، ثقافت اور تمدن میں تبدیل کردے۔

اس مقصد کے حصول کے لیے ۱۹۴۸ء کے مقبوضہ اراضی کا ۹۶ رفیصد سرکاری تحویل میں لے لیا گیا یہ وہ علاقے تھے جہاں سے یا تو مقامی آبادی کو ملک بدر کیا گیا تھا یا یہ اوقاف کی زمین تھی جو صدیوں سے اسلامی مقاصد کے لیے وقف چلی آرہی تھی ، ان علاقوں سے اسلامی شناخت کے تمام نشانات مٹا کر وہاں ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد مغربی کنارے پر ۱۹۶ یہودی بستیاں بسائی گئیں جو کہ مغربی کنارے کی کل اراضی کا ساٹھ فیصد بنتا ہے۔

غزہ کے علاقے کا تیس فیصد سرکاری تحویل میں لیا گیا اور یہاں چودہ یہودی بستیاں تعمیر کی گئیں عربوں کی شکست کے بعد ملک بدر کیے گئے فلسطینیوں کی وطن واپسی کا سوال ہی ختم ہوگیا ! مختلف ممالک کے یہودی اب بھرپور اعتماد کے ساتھ اور بڑی تیزی سے فلسطین کی طرف ہجرت کرنے لگے جس کی وجہ سے ۱۹۴۹ء سے لے کر ۲۰۰۰ء تک اٹھائیس لاکھ یہودی فلسطین میں آکر آباد ہوئے ! !

جنگ میں فتح پانے کے بعد صہیونی ریاست نے طے کیا تھا کہ ۲۰۰۸ء تک صہیونی ریاست کی کل یہودی آبادی ترپن لاکھ تک ہونا چاہیے ! ! پچاس فیصد سے زائد مقامی آبادی کو ملک بدر کرکے ان کی جگہ اتنی بڑی یہودی آبادی اور ان کی بود و باش اور تمدن سے قدیم فلسطین کا مشرقی اور اسلامی حسن

ختم ہوکر رہ گیا ! فلسطین کی اراضی پر صہیونی مقبوضہ جات یہودی آبادکاری کا چربہ پیش کرنے لگے ! !

(۲۱) بیت المقدس کی اسلامی شناخت مٹانا :

فلسطین کا قدیم تاریخی اور مقدس شہر ''القدس '' صہیونی ریاست کے نزدیک ان اہم ترین شہروں میں سے ایک ہے جسے یہودی رنگ میں رنگنا ان کے منصوبے میں شامل رہا ہے ! بیت المقدس کے ۸۶ رفیصد علاقے کو سرکاری تحویل میں لے لیا گیا، مقبوضہ علاقے میں دو لاکھ اڑتالیس ہزار فلسطینیوں کے مقابلے میں یہاں چار لاکھ اٹھاون ہزار یہودی آباد کیے گئے ! بیت المقدس کے مشرق میں جہاں مسجد اقصیٰ واقع ہے دو لاکھ بیس ہزار یہودی آباد کیے گئے ! فلسطینیوں کے محلوں سے اس علاقے کو الگ تھلگ رکھنے کے لیے اور وہاں اسلامی تہذیب کی چھاپ چھپانے کے لیے یہودی آبادی والے علاقے کے گرداگرد شہر پناہ تعمیر کردیا گیا ہے، صہیونی ریاست نے اعلان کر رکھا ہے کہ بیت المقدس ہی ان کا ابدالآباد تک دارالحکومت رہے گا ! !

یہودیوں نے مسجد اقصیٰ پر کنٹرول حاصل کرنے کے ہزار جتن کیے ہیں مسجد اقصیٰ کی مغربی دیوار (دیوار براق) کو سرکاری تحویل میں لے لیا گیا ہے ! اس دیوار کی انتہا تک جتنا رقبہ تھا وہاں کی سب اسلامی تعمیر ختم کردی گئی ہے اور اس اراضی کو بھی سرکاری تحویل میں لے لیا گیا ہے ! اب تک مسجد کے زیر زمین دس کھدائیاں ہوچکی ہیں، مسجد اقصیٰ کے زیر زمین چار مستقل سرنگیں تعمیر کی گئی ہیں ! ان کھدائیوں اور سرنگوں کے نتیجہ میں مسجد اقصیٰ کی بنیادیں کھوکھلی ہوکر رہ گئی ہیں، خطرہ ہے کہ مسجد اقصیٰ کسی بھی وقت زمین بوس ہوسکتی ہے ! ! پچیس صہیونی شدت پسند تنظیمیں ایسی ہیں جو اعلانیہ مسجد اقصیٰ کو ڈھا کر وہاں ہیکل سلیمانی تعمیر کرنے کی دھمکیاں دیتی رہتی ہیں، ان تنظیموں کی طرف سے مسجد اقصیٰ پر ۱۹۷۶ء سے لے کر ۱۹۹۸ء تک ۱۱۲ سے زائد حملے ہوچکے ہیں ! ان میں سے ۲۷ حملے اوسلو پیکٹ کے بعد ہوئے ہیں مسجد اقصیٰ پر یہودی شدت پسند تنظیموں کی طرف سے کیے گئے حملوں میں سب سے خطرناک ۲۱ راگست ۱۹۶۹ء کی آتش زدگی کا واقعہ ہے !

(۲۲) مہاجر فلسطینیوں کا دوسرے ممالک کی شہریت لینے سے انکار :

بے وطن کیے گئے فلسطینیوں نے دوسرے ممالک کی شہریت اور مراعات لینے سے صاف انکار کر رکھا ہے وہ اپنے وطن لوٹنے پر ہی اصرار کرتے ہیں ! مغربی ممالک کی طرف سے فلسطینیوں کو فلسطین سے باہر آباد کرنے کے اب تک ۲۴۰ منصوبے سامنے آئے ہیں لیکن ملک بدر کیے گئے فلسطینیوں نے کسی منصوبے سے اتفاق نہیں کیا ہے ! فلسطینیوں کو ان کے وطن واپس لانے کے لیے اب تک اقوام متحدہ ۱۱۰ قرار دادیں پاس کر چکی ہے ! دوسری طرف صہیونی ریاست کسی صورت میں ملک بدر کیے گئے فلسطینیوں کو واپسی کی اجازت نہیں دیتی، جہاں تک اقوام عالم کا تعلق ہے تو ان میں سے کوئی ملک بھی فلسطینیوں کی وطن واپسی یقینی بنانے میں سنجیدہ نہیں ہے ! ۲۰۰۵ء کے اعداد و شمار کے مطابق ۵۴ لاکھ فلسطینی اپنے وطن سے باہر مہاجرت کی زندگی گزار رہے ہیں اس کے علاوہ مغربی کنارے سے بے دخل کیے گئے ۱۰ لاکھ فلسطینی الگ ہیں، کل ملا کر یہ تعداد ۶۴ لاکھ سے زیادہ بنتی ہے ! مہاجرت کی زندگی گزارنے والی آبادی فلسطین کی آبادی کا ۶۷ فیصد ہے ! فلسطینی مہاجرت کا یہ تناسب دنیا بھر میں مہاجر بستیوں میں رہنے والی کسی بھی دوسری قوم سے زیادہ ہے ! فلسطینی مہاجرت بیسوی صدی کا سب سے المناک اور تاریخی واقعہ ہے ! !

(۲۳) اقوام متحدہ کا مسئلے کو مہاجرین تک محدود کرنا :

اقوامِ متحدہ میں ۱۹۴۹ء اور پھر ۱۹۷۴ء میں فلسطینی مہاجرت کے مسئلے پر رائے شماری ہوئی تھی اقوامِ متحدہ کے مشترکہ اجلاس نے واضح اکثریت سے اس بات کو تسلیم کیا کہ فلسطینیوں کو اپنے وطن لوٹنے کا حق حاصل ہے ! اسی طرح فلسطینیوں کے حقوق کی جنگ کو بھی اقوام متحدہ نے جائز قرار دیا ہے جس میں مسلح مزاحمت بھی شامل ہے اس لیے کہ ایک تو صہیونی ریاست نسل پرستی پر قائم ہے اور جانبدار ہے اور دوسرا یہ کہ ریاست اصل باشندوں کو ان کے وطن لوٹنے کی اجازت نہیں دیتی ہے امریکہ اور اس کے حلیف اقوام متحدہ کی قرارداد پر عمل درآمد نہیں کرنے دیتے، امریکہ اسرائیل کی حمایت میں ویٹو کا حق استعمال کرنے کی بھی دھمکی دیتا رہتا ہے ! ! !

قارئین کرام اقوام عالم نے جس اصول کو بنیاد مان کر یہودیوں کے لیے وطن کی ضرورت کو تسلیم کیا ہے اور اس پر عمل کرتے ہوئے فلسطین میں ان کے لیے وطن بھی بنالیا گیا ہے ہم پوچھنا چاہیں گے کہ کیا وہی اصول (بے گھر) فلسطینیوں پر لاگو کیا جاتا ہے جو طویل عرصے سے نہ صرف بے وطن ہیں بلکہ المیہ یہ ہے کہ انہیں ان کے اصل وطن سے بے دخل کیا گیا ہے ! اقوام عالم کس طرح اپنے ہی بنائے ہوئے قوانین سے منافقت کرتی ہیں ؟ مسئلہ فلسطین اس کی سب سے بڑی دلیل ہے جبکہ اقوامِ متحدہ کی ایک سے زیادہ قراردادوں میں تسلیم کیا گیا ہے کہ بے وطن فلسطینیوں کو وطن لوٹنے کا حق حاصل ہے اقوام متحدہ نے اسرائیل کو تسلیم کرکے کیسا انصاف کیا ہے جس نے اصلی باشندوں کو بے وطن کرکے ان کی ۷۷ فیصد اراضی پر قبضہ کر رکھا ہے ! !

(۲۴) استشہادی کارروائیاں :

۱۹۶۷ء تا ۱۹۷۰ء فلسطینی تاریخ میں فدائی حملوں کا سنہری زمانہ رہا ہے ! اس عرصہ میں تحریک مزاحمت کامیابی کی طرف جارہی تھی لیکن ۱۹۷۱ء میں اردن نے مزاحمت کاروں کو اپنی سرزمین استعمال کرنے سے منع کر دیا ! اس کے بعد اگرچہ تحریک مزاحمت ختم نہیں ہوئی بلکہ لبنان کی سرزمین اس مزاحمت کے لیے استعمال ہونے لگی ہے لیکن لبنان کی خانہ جنگی جہاں لبنان کے لیے تباہ کن ثابت ہوئی وہاں تحریک مزاحمت سے فلسطین کو بھی نقصان ہوا ! ۱۹۷۵ء تا ۱۹۹۰ء کی لبنان کی خانہ جنگی کے علاوہ فلسطینی خیمہ بستیوں پر اسرائیل کی مسلسل بمباری، ۱۹۷۸ء میں لبنان کے جنوبی حصے میں اسرائیل کی فوجوں کا گھسنا اور وہاں مزاحمت کی کارروائیوں کے خلاف بندوبست کرنا نیز اسرائیلی فوجوں کا لبنانی سرزمین کے اندر تک چلے جانا یہاں تک کہ ۱۹۷۲ء میں بیروت کی سڑکوں پر اسرائیلی فوج کے بوٹوں کی دھمک پڑرہی تھی اور جب اسرائیل نے بیروت کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور اپنے مطالبات میں سب سے اہم مطالبہ یہ رکھا کہ لبنان تمام مزاحمت کاروں کو ملک بدر کردے گا ! اسرائیل کے شدید دباؤ کا نتیجہ یہ نکلا کہ عرب ریاستوں میں سے کوئی بھی اپنی سرزمین فلسطینی مزاحمت کاروں کو استعمال کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا ! !

(۲۵) غیر مخلص عرب قیادت :

فلسطینی مزاحمت کے سامنے سب سے بڑی رکاوٹ خود اس کے بھائی بند عرب رہے ہیں صہیونیوں کے خلاف مزاحمت کس طرح موثر ہوتی جبکہ مزاحمت کی توانائی اپنے گھر میں عرب تنظیموں کے ساتھ پورا اترنے میں کھپ رہی تھی سبھی عرب تنظیموں کی خواہش تھی کہ فلسطینی مزاحمت کا کنٹرول انہیں حاصل ہو وہ فلسطینی مزاحمت کے سپوکس مین (ترجمان) کہلائیں اور جب کوئی فیصلہ کن گھڑی آئے تو وہ اصل فریق سے بالا بالا بڑی طاقتوں سے معاملات طے کر آئیں ! !

اکتوبر ۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیل جنگ کو اس لحاظ سے کامیاب قرار دیا جاسکتا ہے کہ اس میں معنوی طور پر مصر اور شام کامیاب ہوئے اور امید تھی کہ فلسطین کی نمائندگی کرنے والے حقیقی کردار سامنے آگئے ہیں جو کہ متحد اور ہم خیال ہیں (مگر) ۱۹۷۴ء ہی میں یہ تاثر زائل ہونا شروع ہوگیا اور جلد ہی متعلقہ عرب ملکوں نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ شروع کر دیا ! ستمبر ۱۹۷۸ء میں مصر نے کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کرلیا کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کی وجہ سے عرب صہیونی تنازع میں سے ایک اہم اور مضبوط ترین فریق غیر جانبدار ہوگیا ! ! !

۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۸ء عراق ایران جنگ سے بھی تحریک مزاحمت کو نقصان پہنچا، اس طویل جنگ سے نہ صرف دونوں ملک تباہ ہوئے بلکہ عرب ملکوں کے سامنے بھی ایک سے زیادہ سیاسی مسائل کھڑے ہوگئے، دوسری طرف تحریک مزاحمت فلسطین کی مالی اعانت میں بھی خاطر خواہ کمی ہوگئی، یہ وہی زمانہ ہے جس میں معدنی تیل کی قیمت آخری سطح تک گر گئی تھی ! ۱۹۹۰ء میں عراق کا کویت پر قبضہ بھی تحریک مزاحمت کے لیے نقصان دہ ثابت ہوا کیونکہ اس سے بھی مشرق وسطیٰ کے اندرونی مسائل پیچیدہ ہوگئے پھر سوویٹ یونین کے گرنے سے بھی مغربی بلاک کی بکھری توجہ مخصوص اہداف کی طرف مجتمع ہوگئی ان اسباب کی وجہ سے فلسطینی قیادت بتدریج مسلح کارروائیوں سے دستبردار ہوکر رہ گئی اور ایک ایسے پرامن سیاسی حل پر مجبور پائی گئی جس میں ان کے لیے عمل کا میدان وہی قرار پاتا تھا جہاں ان کے لیے عمل کی کوئی گنجائش چھوڑی جارہی تھی ! ! !

خوش قسمتی سے ستر کی دہائی کا نصف آخر فلسطین نوجوانوں میں اسلامی بیداری اور جذبہ جہاد کے ابتدائی مراحل کا زمانہ ثابت ہوا اسی زمانے میں مختلف جہادی تنظیمیں ظاہر ہوئیں جیسے اُسْرَۃُ الْجِھَادُ اور ۱۹۸۰ء میں حَرْکَۃُ الْجِھَادُ الْاِسْلَامِیْ ، اسی طرح تنظیم '' اَلْمُجَاھِدُوْنَ الْفَلَسْطِیْنِیُّوْنَ '' آخرالذکر تنظیم کی بنیاد ۸۰ کی دہائی کی ابتداء میں شیخ احمد یاسین نے رکھی تھی ! !

(۲۶) انتفاضۃ کا آغاز :

دسمبر ۱۹۷۸ء اور ستمبر ۱۹۹۳ء میں فلسطین کی اپنی سرزمین سے تحریک انتفاضۃ نے جنم لیا پہلی مرتبہ ایک خالص اسلامی تحریک نے مزاحمت کے عمل میں اپنے داخلی وسائل پر انحصار کرتے ہوئے جہاد کا آغاز کیا۔ انتفاضۃ مبارکہ کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ تحریک ''حماس'' نے بھی انتفاضۃ کے ساتھ تحریک مزاحمت میں شمولیت اختیار کر لی ! انتفاضۃ نے جلد ہی عرب ریاستوں کے علاوہ بین الاقوامی طور پر توجہ حاصل کر لی اور مسئلہ فلسطین ایک مرتبہ پھر بین الاقوامی سطح پر نمایاں ہوگیا ! انتفاضۃ کی مقبولیت سے جو سیاسی فوائد حاصل کیے جا سکتے تھے وہ علاقے کے سیاسی حالات فلسطینی قیادت اور عربی قیادت کی عقلی اٹھان اور دیگر عوامل کی وجہ سے آزادی فلسطین کے پرزور مطالبے کی بجائے معمولی اور جلد بازی میں قبول کیے گئے سیاسی معاہدوں کی نذر ہوگئے جن میں سب سے زیادہ مضر اسرائیل کے ساتھ عرب ریاستوں کا باضابطہ اور بلاواسطہ مذاکرات میں شریک ہونا ثابت ہوا ! ! !

(۲۷) مذاکرات کا دور :

عرب موقف میں کمزوری آنے سے ان قوتوں کو اس بات کے وسیع مواقع حاصل ہوگئے جو صہیونی قیادت سے پرامن مذاکرات کو وسعت دینے کے ایجنڈے پر زور دیتے رہے تھے یہاں تک کہ ۱۹۸۸ء میں اقوامِ متحدہ نے اپنی قرارداد نمبر ۱۸۱ کے ذریعے فلسطین کی تقسیم کا اعلان کر دیا ! قرارداد میں فلسطین کو تسلیم کرتے ہوئے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا جس کے ایک حصے پر عرب اور دوسرے پر یہودیوں کا حق تسلیم کیا گیا ! قرارداد میں مسئلہ فلسطین کے اہم ترین مطالبات کو نظر انداز کرتے ہوئے مسئلے کی نوعیت محض مہاجر فلسطینیوں کی وطن واپسی تک محدود کی گئی ! !

۱۹۹۱ء میں پہلی مرتبہ میڈریڈ[۱] کے شہر میں عرب ریاستوں نے اسرائیل سے بلاواسطہ پُرامن مذاکرات کے سلسلے کا آغاز کیا۔ میڈریڈ مذاکرات کے دو برسوں بعد تک عرب نمائندے اسرائیل سے کوئی بھی قابل ذکر مطالبہ نہ منوا سکے سوائے ان خفیہ مذاکرات کے جو بالآخر اوسلو[۲] معاہدے کی بنیاد بنے ! ستمبر ۱۹۹۳ء میں اوسلو معاہدے پر طرفین نے دستخط کر دیے۔

(۲۸) مذاکرات میں شکست :

اسلو معاہدے میں عرب قیادت نے اسرائیل کو ایک جائز ملک کے تسلیم کر لیا ! فلسطینی اراضی کے ۷۷ فیصد حصے پر بھی اسرائیل کا حق تسلیم کر لیا گیا اور یہ کہ تحریک انتفاضہ کالعدم تنظیم ہوگی اور اسرائیل کے خلاف مسلح کارروائی غیر قانونی سمجھی جائے گی ! اسی طرح عرب قیادت پورے فلسطین کی آزادی کے فلسطینی متفقہ مطالبے سے بھی دستبردار ہوگئی اور یہ کہ اسرائیل کی سلامتی کو نقصان پہنچانے والے کسی عمل کو جائز نہیں سمجھا جائے گا اور یہ کہ ہر قسم کے مسائل کا حل پُرامن مذاکرات کے ذریعے تلاش کیا جائے گا !

عرب قیادت نے اوسلو معاہدے پر دستخط کر کے عملاً تحریک آزادی فلسطین اور دوسرے مطالبات کا گلا گھونٹ دیا ! دوسری طرف اسرائیل نے صرف اتنا تسلیم کیا کہ عرب قیادت (الفتح) کو فلسطین کے مسئلے کی قیادت کا حق حاصل ہے اور یہ کہ اسرائیل غزہ اور مغربی کنارے کے بعض حصوں میں فلسطینی قیادت کو محدود سطح پر آزادی دینے کا پابند ہوگا اور یہ کہ دوسرے اہم نوعیت کے مسائل اگلے پانچ برسوں میں طے کیے جائیں گے۔

(۲۹) اوسلو معاہدہ فلسطینی موقف کا ترجمان نہیں :

اوسلو معاہدے کے خلاف ردِعمل نہ صرف فلسطین میں ہوا بلکہ دوسرے عرب ممالک کی سرکردہ شخصیات اور اسلامی قیادتوں نے بھی درج ذیل وجوہات کی بنیاد پر اس معاہدے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا :

---

[۱] میڈریڈ : ہسپانیہ کا ایک رہائشی علاقہ [۲] اوسلو : ناروے کا دارالحکومت

(الف) عالم اسلام کے وہ اہل علم جن کی حیثیت مسلمہ ہے نے فتویٰ جاری کیا کہ صہیونی قیادت کے ساتھ اس کی شرائط پر مذاکرات کرنا ناجائز ہے ! پورے فلسطین کی آزادی کے لیے مقدس جہاد ضروری ہے !

اور یہ کہ مسئلہ فلسطین حق و باطل کا معرکہ ہے جسے نسل در نسل جاری رہنا ہے جب تک اللہ اہل حق کو مکمل نصرت اور کامیابی سے ہمکنار نہیں کر دیتا !

اور یہ کہ فلسطین کی اراضی پر کسی بشر کا حق نہیں ہے بلکہ یہ سارا خطہ اللہ کا ہے اور اللہ ہی کے لیے وقف (اوقاف) ہے ! کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ فلسطین کے کسی ایک حصے سے دستبردار ہو !

اگر اس وقت موجودہ نسل حالت ضعف میں ہے تو اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ ہمیشہ یہی حالت برقرار رہے گی ! آنے والی نسل کے حق کو مارنے کا کسی کو اختیار نہیں دیا جا سکتا !

اور یہ کہ مسئلہ فلسطین تمام مسلمانوں کا مسئلہ ہے اور عالم اسلام کا کوئی ایک مسلمان بھی اللہ کی سرزمین سے دستبردار ہونے کا وبال نہیں اٹھا سکتا خواہ فتح و کامرانی پر کتنا ہی عرصہ کیوں نہ بیت جائے ! !

(ب) اوسلو معاہدے پر جس قیادت نے دستخط کیے ہیں وہ اپنے فعل کے آپ ذمہ دار ہیں ! قیادت نے عوام سے کوئی رائے طلب نہیں کی تھی اور نہ ہی وہ عوامی نمائندے تھے ! جن دنوں معاہدے کی بات چل رہی تھی ان ہی دنوں فلسطین میں اس کی مخالفت ہو رہی تھی خواہ اسلامی تنظیمیں ہوں یا وطن پرست تنظیمیں ہوں یا سیاسی تنظیمیں سب کے ہاں مخالفت پائی جاتی تھی یہاں تک کہ خود تنظیم ''الفتح'' میں بھی مخالفت پائی جاتی تھی !

(ج) اس معاہدے میں طاقتور فریق نے اپنے مطالبات ایک کمزور فریق سے قوت کے زور پر منوائے ہیں اوسلو پیکٹ میں نہایت ہی اہم اور حساس مسائل کے حل سے صرف نظر کیا گیا ہے جن میں اہم ترین یہ ہیں

(۱) القدس (بیت المقدس) کا مستقبل کیا ہوگا ؟ (۲) مہاجرین کا مستقبل کیا ہوگا ؟

(۳) مغربی کنارے اور غزہ کے علاقہ میں اسرائیلی مقبوضہ جات میں یہودی بستیوں کا مستقبل کیا ہوگا ؟
(۴) مستقبل میں فلسطینی قیادت کی کیا سیاسی حیثیت ہوگی وہ کس قسم کے تصرفات کرسکتی ہے اور اس کی حدود و قیود کیا ہیں ؟

۲۰۰۰ء تک مذکورہ بالا اہم مسائل میں سے کسی کا حل بھی سامنے نہیں آیا، دوسری طرف صہیونی ریاست بدستور خطے کو یہودی طرز میں ڈھالتی چلی جارہی ہے ! اسرائیل اپنے تصرفات میں ان معاہدوں کا بھی احترام نہیں کرتا جو اس نے خود مذاکرات کی میز پر بیٹھ کر طے کیے ہیں ! !

صہیونی قیادت نے مغربی کنارے کا صرف ۱۸ فیصد اور غزہ کا ۶۰ فیصد علاقہ فلسطین کے سپرد کیا ہے، اس طرح پورے فلسطین کا صرف ۲۷ء۴ فیصد علاقہ فلسطینی قیادت کے پاس آیا ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ علاقے کا نظم و نسق (امن عامہ) پر دونوں ملکوں کا مشترکہ حق ہوگا ! جو علاقے فلسطینی قیادت کو دستوری طور پر دیے گئے ہیں ان میں سے عملاً مغربی کنارے کے ۵۸ فیصد پر اور غزہ کے ۴۰ ر فیصد علاقے پر صہیونی قبضہ ہے ! !

اوسلو معاہدے میں صہیونی ریاست جن علاقوں سے دستبردار ہوکر انہیں فلسطینی اتھارٹی کے سپرد کرنے پر آمادہ ہوئی تو عالمی امن قائم کرنے والوں کے اصرار پر صہیونی قیادت نے اس لیے اتفاق کرلیا تھا کیونکہ اس سے اسرائیل کی فلسطینی کثیر آبادی والے علاقے کی انتظامی ذمہ داریوں سے جان چھوٹتی تھی ! نیز شہری بندوبست پر جو کثیر سرمایہ لگتا اس سے بھی وہ بچ گیا ! فلسطینی کثیر آبادی والے محلوں کے قریب صہیونی بستیاں شہریوں کے حملوں سے غیر محفوظ تھیں ! یوں بھی غزہ میں گنجان فلسطینی آبادی کی وجہ سے اسرائیل یہاں سے نکلنے کا بہانہ چاہتا تھا ! اوسلو معاہدے سے پہلے اسرائیل غزہ کے مقبوضہ جات مصر کے زیر انتظام دینے پر آمادہ تھا، مصر نے خود ہی اس ذمہ داری کو اُٹھانے سے انکار کردیا تھا ! یہ علاقے فلسطینی اتھارٹی کے سپرد کر کے دراصل صہیونی ریاست نے اپنی سلامتی کو ہی محفوظ بنایا تھا نہ کہ یہ عرب قیادت کی کوئی سیاسی کامیابی تھی۔

اوسلو معاہدے میں فلسطینی اتھارٹی کے اختیارات نہایت محدود ہیں ! نیز صہیونی استعمار کی نگرانی میں ہی ان پر عمل درآمد کیا جاسکتا ہے ! اس کے علاوہ صہیونی ریاست کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ فلسطینی اتھارٹی کے کسی بھی فیصلے کو یا قانون کو ویٹو کے ذریعے بے اثر کرسکتی ہے ! ! !

اوسلو معاہدے کی رو سے فلسطینی قیادت مستقل فوج نہیں رہ سکتی مزید برآں صہیونی ریاست کی باضابطہ اجازت کے بغیر اسلحے کا بھی لین دین نہیں کرسکتی ! !

فلسطینی اتھارٹی کے فرائض میں یہ شامل ہوگا کہ وہ صہیونی ریاست کے خلاف ہر قسم کی مسلح کارروائی کا سدباب کرے گی ! اس بات کو یقینی بنانے کے لیے فلسطینی اتھارٹی نے مزاحمت کاروں میں سے بعض مجاہدین گرفتار کیے تاکہ خطے میں امن کے عمل کو کامیاب بنانے کے لیے (اوسلو معاہدہ کرنے والی) فلسطینی قیادت اپنی سنجیدگی اور فرض شناسی ثابت کرسکے ! !

(صہیونی سلامتی والی اس شق کی تکمیل کے لیے) مسلح حملوں کے سدباب کے لیے نو (خفیہ) محکمے تشکیل دیے گئے ! ان خفیہ محکموں کی شاہانہ تنخواہوں کا بوجھ فلسطینی عوام پر ڈالا گیا جبکہ معاشی ترقی، صحت اور تعلیم کے شعبے اس بات کے زیادہ مستحق تھے کہ ان مدوں میں ٹیکس کی آمدنی صرف کی جاتی، فلسطینی اتھارٹی کے خفیہ اداروں نے اپنی کارکردگی دکھانے کے لیے اختیارات کا بے جا استعمال کیا لیکن فلسطینی حکومت نے اس کا کوئی نوٹس نہ لیا یہاں تک کہ ستمبر ۲۰۰۰ء میں تحریک انتفاضۃ کے میدان میں اترنے سے سرکاری اداروں کی سرگرمیاں قدرے اعتدال پر آگئیں ! ! !

اوسلو معاہدے میں سرحدوں کی حفاظت کا حق اسرائیل کو دیا گیا ہے ! فلسطینی اتھارٹی کو سرحدوں کا جائزہ لینا ہو یا سرحدوں سے باہر نکلنا ہو یا کسی کو فلسطینی سرحدوں میں داخل ہونا ہو تو فلسطینی اتھارٹی اسرائیل سے اس کی باضابطہ درخواست کرے گی !

(اوسلو معاہدہ فلسطین کے بنیادی اور حساس ترین مطالبات پر بالکل خاموش ہے) معاہدے میں فلسطینیوں کے مستقبل کا کوئی ذکر نہیں ہے، نہ ان کے الگ خود مختار وطن کا تذکرہ ہے، متنازع مغربی

کنارے پر کس کا حق ہے اس کا معاہدے میں کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ ہی غزہ کے مقبوضہ جات کے بارے میں صراحت کی گئی ہے کہ یہ متنازع علاقہ ہے ! !

اوسلو معاہدے میں چونکہ اسرائیل کے عرب نمائندوں سے (پہلی مرتبہ) بلا واسطہ مذاکرات ہوئے تھے اس لیے اس معاہدے کے بعد ہر عربی حکومت نے اس میں اپنی سلامتی دیکھی کہ وہ دوسری حکومت سے پہلے اسرائیل سے اپنے تعلقات استوار کرلے ! اسرائیل نے ہر حکومت سے اس کے ضعف کے بقدر مطالبات منوائے، اپنی مصنوعات کو فروغ دیا، اقتصادی معاہدے کیے اور اسلامی تحریکوں اور قوم پرست تحریکوں کے خلاف مزید قانون سازی کرائی ! !

(۳۰) تحریک انتفاضۃ کا مبارک ظہور :

۲۹ رستمبر ۲۰۰۰ء میں تحریک انتفاضۃ نے ایک مرتبہ پھر اس بات کو ثابت کیا کہ فلسطین پر فلسطینیوں کا حق ہے ! تحریک انتفاضۃ بہت جلد نہ صرف فلسطینی عوام کی ہر دل عزیز تحریک بن گئی بلکہ عرب ممالک کے ساتھ ساتھ دوسرے اسلامی ملکوں میں بھی انتفاضہ کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی !

تحریک انتفاضۃ کے سرگرم عمل ہونے سے فلسطینی فراموش شدہ مسئلہ دوبارہ زندگی ہوگیا ! انتفاضہ نے اصل صہیونی عزائم سے پردہ ہٹایا اور صہیونی ریاست کی طرف سے امن کی اپیل کا پول کھولا تحریک انتفاضہ نے اسرائیل کے ساتھ ہونے والے معاہدوں میں جس دجل اور فریب سے کام لیا گیا تھا اسے نمایاں کیا اور ثابت کیا کہ ان معاہدوں میں فلسطینیوں کے جائز حقوق سلب کیے گئے ہیں ! !

تحریک انتفاضۃ کے سرگرم ہوتے ہی فلسطینی عوام پر اسرائیلی غنڈہ گردی کا سیلاب آگیا ! فلسطینی نوجوانوں سے جیلیں بھر گئیں اور حق دفاع کو بنیاد بنا کر اسرائیل نے فلسطین کی بیشتر ارضی پر قبضہ کرلیا ! صرف پانچ ہی برسوں میں فلسطینی شہداء کی تعداد ۴۱۶۰ تک پہنچ گئی جبکہ پینتالیس ہزار فلسطینی اسرائیلی بمباری سے زخمی ہوئے ! برسرروزگار فلسطینیوں میں سے ۵۸ فیصد بے روزگار کردیے گئے ! اسرائیل کے اس شدید ظلم کے باوجود تحریک انتفاضہ جہاد اور شجاعت اور شہادتوں سے تحریک کو لازوال کرتی چلی جارہی ہے !

تحریک انتفاضة کو فلسطین کی سبھی تنظیموں کی حمایت حاصل ہے، فلسطین کی طویل مزاحمت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ انتفاضة کی شکل میں صہیونی ریاست کو ایک متحدہ قوت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ! انتفاضہ کی جہادی اور استشہادی کارروائیوں سے ۱۰۶۰ صہیونی ہلاک ہوئے ہیں، ۶۲۵۰ سے زیادہ صہیونی زخمی ہوئے ہیں ! !

صہیونی ریاست پر امن معاہدوں سے ہی فلسطینی اراضی اور ان کے حقوق کی مالک بنتی جارہی تھی انتفاضة نے جہاد کا باب کھول کر مذاکرات کے ذریعے فلسطینیوں کی فروخت کا سلسلہ کاٹ کر رکھ دیا ہے ! صہیونی ریاست عربوں کے ساتھ بلاواسطہ مذاکرات کے بعد تجارتی لین دین کے منصوبے بنا رہی تھی انتفاضة کے جہاد سے اب اسے پہلے اپنی حفاظت کرنا ہے ! مشرق وسطی میں اسرائیل کی معاشی ترقی کا خواب ادھورا رہ گیا ہے اقتصادی طور پر اسرائیل کا سخت نقصان ہو رہا ہے، سیاحت سے جو زرکثیر حاصل ہوتا تھا وہ ختم ہوگیا ہے ! انتفاضة کے بعد بہت سے یہودیوں نے خوف کے مارے اسرائیل سے نقل مکانی کی ہے ! اسرائیل کی سیادت دو ستونوں پر قائم تھی !

اسرائیل (معاہدوں کے ذریعے فلسطینی حملہ آوروں سے) محفوظ ہو

اور دوسرا اسرائیل اپنی مصنوعات کو ترقی دے کر اقتصادی اجارہ داری قائم کرے الحمد للہ تحریک انتفاضة نے اسرائیلی سیادت کے دونوں ستون ہلا کر رکھ دیے ہیں ! انتفاضة کی قوت سے اسرائیل مجبور ہوگیا کہ وہ غزہ کے مقبوضہ جات سے نکل جائے یہاں یہودی آبادکاری کا منصوبہ ناکام ہوگیا ہے ! (جاری ہے)

بقیہ : تربیتِ اولاد

اسی طرح ماماؤں (نوکرانیوں) کو بھی نماز کی تاکید کرنی چاہیے چونکہ وہ تمہاری ماتحت ہیں اگر تم ان کو دھمکاؤ گی ضرور اثر ہوگا اور اس میں سستی کرنے سے تم سے بھی مواخذہ ہوگا کہ تم نے قدرت کے ہوتے ہوئے کیوں سستی کی بلکہ جس نوکرانی کو مقرر کرو اس سے یہ شرط کرلیا کرو کہ تم کو پانچوں وقت کی نماز پڑھنا ہوگی ! جس گھر میں ایک شخص بھی بے نمازی ہوتا ہے اس گھر میں نحوست برستی ہے ! عورتوں کو اس طرف بالکل توجہ نہیں ! (الکمال فی الدین النساء) (جاری ہے)

امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کی جماعتی مصروفیات

﴿ مولانا عکاشہ میاں صاحب، نائب مہتمم جامعہ مدنیہ جدید ﴾

۹؍مئی بروز جمعرات صوبائی امیر کے پی کے حضرت مولانا عطاء الرحمن صاحب کی دعوت پر امیر پنجاب شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب پشاور جلسہ میں شرکت کی غرض سے صبح نو بجے براستہ موٹروے پشاور روانہ ہوئے، تقریباً ساڑھے تین بجے مفتی محمود مرکز پشاور پہنچے جہاں پر صوبائی امیر مولانا عطاء الرحمن صاحب نے شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب کو خوش آمدید کہا چونکہ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب دامت برکاتہم مفتی محمود مرکز میں پہلے سے ہی قیام فرما تھے اس لیے امیر پنجاب قائدِ جمعیت سے ملاقات کے لیے ان کے کمرے میں تشریف لے گئے قائد جمعیۃ نے امیرِ پنجاب کی مفتی محمود مرکز میں تشریف آوری پر انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا، قائدِ جمعیۃ اور امیرِ پنجاب کے درمیان ملکی اور بین الاقوامی امور پر کافی دیر تبادلہ خیال ہوتا رہا !

امیر پنجاب شہداء باجوڑ کی تعزیت کے لیے باجوڑ ایجنسی جانے کا ارادہ کیے ہوئے تھے کیونکہ شہداء باجوڑ کے لواحقین سے کچھ عرصہ پہلے وعدہ کر چکے تھے کہ ان شاء اللہ ہم ضرور آئیں گے اس لیے امیر پنجاب نے قائدِ جمعیۃ اور حاضرینِ مجلس سے اجازت چاہی ! !

بعد ازاں امیرِ پنجاب رات کے قیام کے لیے پشاور سے سخاکوٹ کے لیے روانہ ہوئے، راستے میں عمرزئی قاضی محمد طیب صاحب کے گھر کچھ دیر کے لیے تشریف لے گئے قاضی صاحب نے امیرِ پنجاب کی ان کے گھر تشریف آوری پر انتہائی خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا کیونکہ قاضی خاندان قطب عالم حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے پرانے محبین میں سے تھے ! رات دس بجے سخاکوٹ پہنچے۔

اگلی صبح سوا بارہ بجے امیرِ پنجاب سخاکوٹ سے باجوڑ ایجنسی کے لیے روانہ ہوئے راستہ میں امیرِ پنجاب اسیرِ مالٹا حضرت مولانا عزیز گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے مزار مبارک پر فاتحہ خوانی اور دعائے خیر فرمائی۔

سخا کوٹ بازار میں جامعہ کے فاضل مولانا سعید صاحب کے اصرار پر دعائے خیر کے لیے ان کی دکان پر تشریف لے گئے اور عصر کے قریب باجوڑ پہنچے جہاں جمعیۃ علماء اسلام کے ضلعی سیکرٹری اطلاعات حضرت مولانا نظام الدین صاحب نے امیرِ پنجاب کا پرتپاک استقبال کیا امیر پنجاب نے شہداء باجوڑ کے لواحقین سے تعزیت کی اور شہداء کے لیے دعائے خیر فرمائی، بعد ازاں حضرت صاحب نے مولانا نظام الدین صاحب اور حاضرین مجلس سے اجازت چاہی اور لاہور کے لیے روانہ ہوئے، رات ایک بجے بخیر و عافیت خانقاہ حامدیہ واپسی ہوئی والحمدللہ !

۶ رمئی بروز پیر بعد نماز ظہر امیرِ پنجاب شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جمعیۃ علماء اسلام کے نائب امیر حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحبؒ کی تعزیت کے لیے جامعہ عبیدیہ فیصل آباد تشریف لے گئے جہاں آپ نے ان کے صاحبزادے مولانا زکریا جمال شاہ صاحب سے تعزیت کی بعد ازاں لاہور کے لیے روانہ ہوئے رات نو بجے بخیر و عافیت خانقاہ حامدیہ واپسی ہوئی والحمدللہ !

۱۵ رمئی کو امیرِ پنجاب دوپہر ایک بجے لاہور سے ملتان کے لیے روانہ ہوئے اور شام پانچ بجے جامعہ قاسم العلوم ملتان پہنچے جہاں صوبائی مجلسِ عاملہ و ضلعی امراء و نظماء کا اجلاس تھا جس کے مہمانِ خصوصی قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم تھے جہاں حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم نے خطاب فرمایا اجلاس ختم ہونے کے بعد کچھ دیر امیر پنجاب اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم کے درمیان ملاقات ہوئی، بعد ازاں حضرت نے واپسی کی اجازت طلب فرمائی اور لاہور کے لیے روانہ ہوئے، رات ساڑھے بارہ بجے بخیر و عافیت خانقاہ حامدیہ واپسی ہوئی والحمدللہ !

✡ ✡ ✡

قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ

کے آڈیو بیانات (درسِ حدیث) جامعہ کی ویب سائٹ پر سنے اور پڑھے جاسکتے ہیں

https://www.jamiamadniajadeed.org/bayanat/bayan.php?author=1

وفیات

☆ ۲۴ر شوال ۱۴۴۵ھ/۳ر مئی ۲۰۲۴ء بروز جمعہ جمعیة علماء اسلام خضدار بلوچستان کے نائب امیر حضرت مولانا محمد صدیق صاحب مینگلؒ کو نامعلوم حملہ آوروں نے شہید کردیا۔

☆ ۲۴ر شوال ۱۴۴۵ھ/۳ر مئی ۲۰۲۴ء بروز جمعہ جامعہ عبیدیہ فیصل آباد کے شیخ الحدیث حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد میں انتقال فرماگئے۔

☆ ۲۷ر شوال ۱۴۴۵ھ/۶ر مئی ۲۰۲۴ء بروز پیر حضرت مولانا عبدالغفور صاحب حقانی شجاع آبادیؒ طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئے۔

☆ ۱۲ر ذوالقعدہ/۲۰ر مئی کو خانقاہ حامدیہ سے وابستہ مخلص خادم محترم حافظ محمد سلیمان صاحب خانقاہ حامدیہ لاہور میں انتقال فرماگئے، مرحوم صادق آباد بندور عباسیاں سے بغرضِ علاج لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔

☆ ۱۴ر ذوالقعدہ/۲۲ر مئی کو جمعیة علماء اسلام ضلع اٹک کے سرپرست حضرت مولانا قاضی خالد محمود صاحبؒ مختصر علالت کے بعد انتقال فرماگئے۔

☆ ۲۶ر مئی کو جمعیة علماء اسلام پنجاب کے نائب امیر محترم راؤ عبدالقیوم صاحب کے چچا راؤ ریاست علی خان صاحب سرگودھا میں انتقال فرماگئے۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو، آمین۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں ! جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دعاؤں اور تعاون سے ہوگی، اس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے ! ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر پندرہ ہزار روپے (15000) لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں !

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے لیے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

+92 - 333 - 4249302 +92 - 333 - 4249301

+92 - 323 - 4250027 +92 - 345 - 4036960

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-00954) MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-00954) MCB کریم پارک برانچ لاہور

انوار مدینہ کا اکاؤنٹ نمبر (2-7914-100-020-00954) MCB کریم پارک برانچ لاہور

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67

+92 333 4249302
+92 335 4249302
+92 333 4249302
jamiamadniajadeed
jmj786_56@hotmail.com
jamiamadnia.jadeed
jmj_raiwindroad
jamiamadniajadeed.org